قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابوسعید

Online Edition

منگل 19 جولائی 2022ء | 19 ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 19 وفا 1401 ہجری شمسی | جلد 4 | شمارہ 147

فرمانِ رسولؐ

آنحضرتؐ درج ذیل دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یَّنْفَعُنِیْ حُبُّہٗ عِنْدَکَ اَللّٰھُمَّ مَا رَزَقْتَنِیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْہُ قُوَّۃً لِّیْ فِیْمَا تُحِبُّ وَمَا زَوَیْتَ عَنِّیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْہُ فَرَاغًا لِّیْ فِیْمَا تُحِبُّ

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنی محبت عطا کر اور اس کی محبت جس کی محبت مجھے تیرے حضور فائدہ دے۔ اے اللہ! جو میری پسندیدہ چیزیں تو نے مجھے عطا کی ہیں انہیں میرے لئے اپنی محبت میں تقویت کا ذریعہ بنا دے۔ اور جو میری پسندیدہ چیزیں تو مجھ سے لے لے تو اس کے بدلے اپنی پسندیدہ چیزیں مجھے عطا کر۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات عن رسول اللہؐ باب اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ: 3491)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

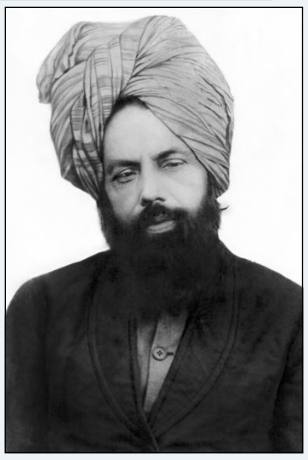

مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریمؐ کی عزت کے لئے جان دیتے ہیں۔ اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور اُن کے دوست بن جائیں جن کا کام دن رات یہ ہے کہ وہ اُن کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے اُن کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے اُن کو یاد کرتے ہیں۔ آپ یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیرخواہ نہیں ہیں کیونکہ وہ اُن کی راہ میں کانٹے بوتے ہیں۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابانوں کے درندوں سے صلح کر لیں تو یہ ممکن ہے۔ مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بدزبانی میں ہی فتح ہے۔ مگر ہر ایک فتح آسمان سے آتی ہے۔ پاک زبان لوگ اپنی پاک کلام کی برکت سے انجامکار دلوں کو فتح کر لیتے ہیں۔ مگر گندی طبیعت کے لوگ اس سے زیادہ کوئی ہنر نہیں رکھتے کہ ملک میں مفسدانہ رنگ میں تفرقہ اور پھوٹ پیدا کرتے ہیں۔۔۔ تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی غیرت اُس کے اُن پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 385-387)

• آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے برکت چاہیں۔ اور بہت ہی تضرع سے چاہیں۔ اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سچی دوستی اور محبت ہو۔ اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں … اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو۔ اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔

(مکتوبات احمد قدیم ایڈیشن صفحہ 24-25)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۸﴾

(الاحزاب: 57-58)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اس نے ان کے لئے رُسواکُن عذاب تیار کیا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

اس زمانے میں اخباروں اور اشتہاروں کے ساتھ میڈیا کے دوسرے ذرائع کو بھی اس بیہودہ چیز میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ پس یہ لوگ جو اپنی ضد کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے مقابلہ کر رہے ہیں، ان شاءاللہ تعالیٰ اُس کی پکڑ میں آئیں گے۔ یہ ضد پر قائم ہیں اور ڈھٹائی سے اپنے ظالمانہ فعل کا اظہار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ 2006ء میں جب ڈنمارک کے خبیث الطبع لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیہودہ تصویریں بنائی تھیں تو اُس وقت بھی مَیں نے جہاں جماعت کو صحیح ردّعمل دکھانے کی طرف توجہ دلائی تھی وہاں یہ بھی کہا تھا کہ یہ ظالم لوگ پہلے بھی پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس پر بس نہیں ہو گی۔ اس احتجاج وغیرہ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا جو اب مسلمانوں کی طرف سے ہو رہا ہے بلکہ آئندہ بھی یہ لوگ ایسی حرکات کرتے رہیں گے۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اُس سے بڑھ کر یہ بیہودگی اور ظلم پر اتر آئے ہیں اور اُس وقت سے آہستہ آہستہ اس طرف ان کا یہ طریق بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

پس یہ ان کی اسلام کے مقابل پر ہزیمت اور شکست ہے جو ان کو آزادیٔ خیال کے نام پر بیہودگی پر آمادہ کر رہی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یاد رکھیں کہ یہ لوگ اپنی قوم کے بھی خیرخواہ نہیں ہیں۔ یہ بات ایک دن ان قوموں کے لوگوں پر بھی کھل جائے گی۔ ان پر واضح ہو جائے گا کہ آج جو کچھ بیہودہ گوئیاں یہ کر رہے ہیں، وہ ان کی قوم کے لئے نقصان دہ ہے کہ یہ لوگ خودغرض اور ظالم ہیں۔ ان کو صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کے علاوہ کسی بات سے سروکار نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ 21 ستمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- وہ جو احمدؐ بھی ہے اور محمدؐ بھی ہے (منظوم)
- کیا خدا صرف عبادات بجا لانے سے ملے گا؟
- حیاتِ نورالدینؓ
- نیند
- This Week with Huzur
- روح کی حقیقت
- ’’مَنْ سَبَّ نَبِیًّا فَاقْتُلُوْہُ‘‘ کی حقیقت
- کیا مائیکروویو اون کا استعمال صحت کے لیے مضر ہے؟

دربارِ خلافت

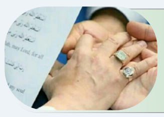

ہر سطح پر سیکرٹریانِ مال کو فعّال ہونے کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

سیکرٹریانِ مال کو اس طریق پر افرادِ جماعت کی تربیت کی ضرورت ہے کہ جب مالی قربانی ہو تو تقویٰ اور ایمان پختہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مربیان کو بھی اس بارے میں جب بھی موقع ملے نصیحت کرنی چاہئے۔ اس کے لئے مسلسل توجہ کی ضرورت ہے۔ پس ہر سطح پر سیکرٹریانِ مال کو فعّال ہونے کی ضرورت ہے۔ سیکرٹریانِ مال کا کام ہے کہ اپنی ذمہ داری نبھائیں اور ہر فرد تک اُن کی ذاتی approach ہو۔ یہ نہیں کہ ذیلی تنظیموں کے سپرد کر دیا جائے کہ ذیلی تنظیمیں اس میں مدد کریں۔ ذیلی تنظیمیں صرف اس حد تک مدد کریں گی کہ وہ اپنے ممبران کو تلقین کریں۔ اس سے زیادہ سیکرٹریانِ مال کی مدد ذیلی تنظیم کا کام نہیں ہے۔ ذیلی تنظیمیں اپنے ممبران کو توجہ دلا سکتی ہیں کہ سیکرٹریانِ مال سے تعاون کریں اور چندے کی روح کو سمجھیں۔ بہرحال چندے کی روح کو سمجھانا تو ذیلی تنظیموں کا کام ہے۔ لیکن سیکرٹریانِ مال اس بات سے بری الذمہ نہیں ہو جاتے کہ ہم نے ذیلی تنظیموں کو کہا تو انہوں نے ہماری مدد نہیں کی۔ یہ ذمہ داری اُن کی ہے اور اُنہی کو نبھانی پڑے گی۔ سیکرٹریانِ مال کا کام ہے کہ ہر مقامی سطح پر، ہر گھر تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ اب تو فون ہیں، دوسرے ذریعے ہیں، سواریاں ہیں۔ یہاں یورپ میں تو اور بھی زیادہ بڑے وسائل ہیں۔ پاکستان میں ایسے سیکرٹریانِ مال بھی تھے جو دن کو اپنا کام کرتے تھے اور پھر شام کے وقت کام ختم کر کے رات کو گھروں میں پھرتے تھے۔ بڑے شہر ہیں، کراچی ہے لاہور ہے سائیکل پر سوار ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہیں اور نصیحت کر رہے ہیں، اس طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ تو یہاں تو اب بہت ساری سہولتیں آپ کو میسر ہیں اور پھر بھی کام نہیں کرتے۔ بلکہ بعض سیکرٹریانِ مال کی یہاں بھی مجھے شکایات پہنچی ہیں کہ اُن کے اپنے چندے معیاری نہیں ہیں۔ اگر اپنے چندے معیاری نہیں ہوں گے تو دوسروں کو کیا تلقین کر سکتے ہیں۔ اور پیار اور نرمی سے یہ کام کرنے والا ہے۔ مالی قربانی کی اہمیت واضح کریں۔ بعض سخت ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ کوئی انکار کرتا ہے تو دوسری دفعہ جائیں، تیسری دفعہ جائیں، چوتھی دفعہ جائیں لیکن ماتھے پر بل نہیں آنا چاہئے۔ دینے والے بھی یہ یاد رکھیں کہ کسی شخص کو یہ زُعم نہیں ہونا چاہئے کہ شاید اُس کے چندے سے نظامِ جماعت چل رہا ہے اور اس لئے سیکرٹری مال بار بار اُس کے پاس آتا ہے۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ کبھی مالی تنگی نہیں آئے گی اور کام چلتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں آپ کو فکر تھی تو اس بات کی تھی کہ مال کا خرچ جو ہے وہ صحیح رنگ میں ہوتا ہے کہ نہیں؟ (ماخوذ از رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 319) اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کوشش کی جاتی ہے کہ خرچ حتی الوسع صحیح طریقے پر ہو۔ بعض جگہ خرچ میں لاپرواہی ہو تو توجہ بھی دلائی جاتی ہے۔ جماعت میں آڈٹ کا نظام بھی اس لئے قائم ہے۔ اور پھر یہ امیر جماعت کی بھی ذمہ داری ہے کہ اخراجات پر گہری نظر رکھے۔ یہ نہیں کہ جو بِل آیا اُس کو ضرور پاس کر دینا ہے۔ آڈٹ کے نظام کو فعال کرے اور اس طرح فعال کرے کہ آڈیٹر کو آزادی ہو کہ جس طرح وہ کام کرنا چاہتا ہے اپنی مرضی سے کرے۔ اُس کو پورے اختیار دیئے جائیں۔ خرچ کے بارے میں مَیں بتا دوں کہ ایم ٹی اے کا ایک بہت بڑا خرچ ہے اور ایم ٹی اے کے لئے مدّ تربیت کے لحاظ سے علیحدہ تحریک بھی کی جاتی ہے۔ گو کہ اب اخراجات اتنے زیادہ ہو چکے ہیں کہ صرف اُتنی رقم سے تو ایم ٹی اے کے خرچ نہیں چل سکتے۔ تو جو جماعت کا باقی مجموعی بجٹ ہے اُس میں سے بھی رقم خرچ کی جاتی ہے کیونکہ ساری دنیا میں ایم ٹی اے کے لئے ہمارے چار پانچ سیٹلائٹ کام کر رہے ہیں۔ تو اس طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو توجہ کرنی چاہئے۔ اگر جلسے کے دوسرے دن کی تقریر کو غور سے سنیں، جو یہاں یوکے (UK) میں مَیں کرتا ہوں تو ہر ایک کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے پیسے میں کتنی برکت ڈالی ہوئی ہے اور کس طرح کام کی وسعت ہو رہی ہے اور کس طرح کام کا پھیلاؤ ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر سال اس پیسے کو کتنے پھل لگا رہا ہے اور کس طرح لگا رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سب اخراجات احبابِ جماعت کی مالی قربانیوں سے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض انتظامی باتوں کی طرف بھی میں آج توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے کہ خلیفۂ وقت کے خطبات کا سننا بھی بہت ضروری ہے۔ یا دوسری باتیں جو مختلف وقتوں میں کی جاتی ہیں اُن پر غور کرنا اور نوٹ کرنا بڑا ضروری ہے۔ عہدیدار جہاں احبابِ جماعت کو یہ توجہ دلائیں وہاں عہدیداران خود بھی اس طرف توجہ دیں۔ امیر جماعت کا خاص طور پر یہ کام ہے کہ خطبات میں اگر کوئی ہدایت دی گئی ہے اور اگر کوئی تربیت کا پہلو ہے تو فوراً اُسے نوٹ کریں اور صدرانِ جماعت کو سرکلر کریں۔ اور پھر باقاعدگی سے اس کی نگرانی ہو کہ کس حد تک اُس پر عمل ہو رہا ہے۔

(خطبہ جمعہ 16/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

وہ جو احمدؐ بھی ہے اور محمدؐ بھی ہے

(کلام صاحبزادی امۃ القدوس بیگم)

وہ جو احمدؐ بھی ہے اور محمدؐ بھی ہے
وہ مؤیَّد بھی ہے اور مؤیِّد بھی ہے
وہ جو واحد نہیں ہے پہ واحد بھی ہے
اک اُسی کو تو حاصل ہوا یہ مقام
اُس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

سوچا جب وجہِ تخلیقِ دنیا ہے کیا؟
عرش سے تب ہی آنے لگی یہ ندا
مصطفیٰ، مصطفیٰ، مصطفیٰ، مصطفیٰ
وہ ہے خیر البشر وہ ہے خیر الانام
اس پہ لاکھوں درود، اس پہ لاکھوں سلام

قطبِ روحانیت، ذاتِ قبلہ نما
ہادی و پیشوا، رہبر و رہنما
مرشد و مقتدا، مجتبیٰ مصطفیٰ
حق کا پیارا نبی اور چنیدہ امام
اس پہ لاکھوں درود، اس پہ لاکھوں سلام

اس کی سیرت حسیں، اس کی صورت حسیں
کوئی اس سا نہ تھا، کوئی اس سا نہیں
اس کا ہر قول، ہر فعل ہے دلنشیں
خوش وضع، خوش ادا، خوش نوا، خوش کلام
اس پہ لاکھوں درود، اس پہ لاکھوں سلام

وہ صدوق و امین و رؤف و رحیم
وہ نذیر و بشیر و رسولِ کریم
ذات اس کی ہے تفسیرِ خُلقِ عظیم
اس کے اخلاق کامل ہیں، خلقت ہے تام
اس پہ لاکھوں درود، اس پہ لاکھوں سلام

صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا

حدیقۃ النساء

کیا خدا صرف عبادات بجالانے سے ملے گا؟

ہم میں سے ہر انسان کی زندگی میں یہ موقع ضرور آتا ہے جب وہ خدا کی ذات کو پہچانتا ہے اس کی کبریائی کا اقرار کرتا ہے اس کی وحدانیت پر ایمان لاتا ہے۔ اسے دنیا کی ہر شئے میں تلاش کرتا ہے۔ ہر کسی سے اس تک پہنچنے کا راستہ پوچھتا ہے اور جلد از جلد منزل پر پہنچنا چاہتا ہے وہ مقام جہاں من و تو کا فرق مٹ جائے۔ اس کوہ طور پر چڑھنا چاہتا ہے جہاں وہ رب رحمان اسے اپنی تجلی سے بہرہ ور کر کے اس کے قلب کو اپنے نور سے منور کر دے۔ اس سے آمنے سامنے بیٹھ کر گفتگو کرنا کلیم اللہ کہلانا چاہتا ہے۔ کبھی کبھی یہ شوق یہ جذبہ اپنی انتہاؤں تک جا پہنچتا ہے اور دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ بس کسی طرح اس در تک رسائی حاصل ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کیفیت کو اپنے منظوم کلام میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

اسی فکر میں رہتے ہیں روز وشب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

(نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 434)

آپ علیہ السلام اپنے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ ... نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر ہلاکت کی راہوں سے ڈرو ... تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11-13)

کبھی کبھی دل کرتا ہے کہ اس دنیا کے ہر رشتے ہر تعلق ہر لذت ہر شئے سے منہ موڑ لیا جائے دنیا چھوڑ کر بس اس کے در پہ دھونی رمائی جائے۔ تا وہ اپنے رخ انور کا جلوہ دکھا دے۔

خدا تعالیٰ ایسی ہدایت کی متلاشی روحوں کے لیے کتاب رحمان میں فرماتا ہے کہ

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

(العنکبوت: 70)

یعنی جو لوگ ہم میں سے ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھا دیتے ہیں۔

ایک بار اسی موضوع پر ایک محترم بہنوں جیسی دوست محترمہ مریم منور صاحبہ سے گفتگو کے دوران انہوں نے یہ بات کہی جس نے سوچ کے کئی در وا کیے۔ کہ ’’صرف مصلّے پہ بیٹھنے سے خدا نہیں ملتا‘‘

اس وقت سوچا کہ واقعی حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا کرنے لازمی ہیں۔ دین و دنیا کو ساتھ ساتھ لے کر چلنا اور پھر درست فیصلہ کرنا کہ کہاں کس کا پلڑا بھاری کرنا ہے اور کس کا ہلکا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تارک الدنیا ہو کر انہیں خدا مل جائے گا تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اگر انسان ظاہری حالت میں دنیا چھوڑ کر کسی ویرانے میں ڈیرے ڈال لے نہ والدین کے حقوق ادا کرے نہ بہن بھائیوں سے تعلق رکھے۔ نہ شادی کرے نہ جیون ساتھی کے ساتھ حسن سلوک ہو نہ اولاد ہو نہ اس کی تربیت نہ ہمسائے ہوں نہ ان کے حقوق نہ چھوٹوں پر شفقت ہو نہ بڑوں کا احترام نہ قانون کی پاسداری کرنی ہو نہ گورنمنٹ کی اطاعت نہ یتامیٰ کے سر پہ ہاتھ رکھنا ہو نہ مساکین کی مدد نہ کسی ضرورت مند کی مدد کرنی ہو نہ صدقہ خیرات۔ نہ امین ہو نہ صدیق۔

غرض کتنی ہی ایسی نیکیاں جو ہم اپنی روزمرہ زندگی میں کر سکتے ہیں ان سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جب کسی گناہ کی تحریک ہی نہ ہو تو لازماً انسان سے نیکیاں ہی سرزد ہوں گی۔ خدا تعالیٰ نے تو ابلیسی قوتوں کو بھی قید نہیں کیا بلکہ انہیں بھی آزادی دی کہ تم اپنی سی کوششیں کر دیکھو میرے بندے ہرگز بھی تمہارے دھوکے میں نہیں آئیں گے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مانگنے والا کبھی بھی خطوات الشیاطین کی پیروی نہیں کرے گا۔ اگر کبھی اس کے قدم پھسلے بھی تو میری محبت اور اس کی کوششیں یعنی دعائیں سچے دل سے توبہ اسے قعر مذلت میں گرنے سے بچا لیں گی۔ خدا تعالیٰ نے ہرگز کسی انسان کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ کسی جنگل ویرانے میں رہ کر محض اسے یاد کرے اور ولی اللہ بن جائے یا کسی مزار پر قلندر کا چولا پہن کر دھونی رمائے بیٹھا رہے۔ بلکہ اس نے تو ایسی درویشی اختیار کرنے کو کہا کہ دنیا میں رہ کر اس کی برائیوں سے اجتناب کیا جائے اور اس کی نیکیوں کو اختیار کیا جائے۔

اسی ضمن میں ایک واقعہ ہے کہ

حضرت وہبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابو درداءؓ کے درمیان بھائی چارہ کروایا۔ حضرت سلمانؓ، حضرت ابو درداءؓ کو ملنے آئے تو دیکھا کہ ابو درداء کی بیوی نے پراگندہ حالت میں اپنا حلیہ عجیب بنایا ہوا تھا۔ سلمانؓ نے پوچھا تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابو درداءؓ کو تو اس دنیا کی ضرورت ہی نہیں وہ تو دنیا سے بے نیاز ہے۔ اسی اثناء میں ابو درداءؓ بھی آ گئے۔ انہوں نے حضرت سلمانؓ کے لئے کھانا تیار کروایا اور ان سے کہا کہ آپ کھائیں میں نے تو (نفلی) روزہ رکھا ہوا ہے۔ سلمانؓ نے کہا جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے روزہ کھول لیا۔ اور جب رات ہوئی تو ابو درداءؓ نماز کے لئے اٹھنے لگے۔ سلمانؓ نے ان کو کہا ابھی سوئے رہو چنانچہ وہ سو گئے۔ کچھ دیر بعد وہ دوبارہ نماز کے لئے اٹھنے لگے تو سلمانؓ نے انہیں کہا کہ ابھی سوئے رہیں۔ پھر جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمانؓ نے کہا کہ اب اٹھو۔ چنانچہ دونوں نے اٹھ کر نماز پڑھی۔ پھر سلمانؓ نے کہا اے ابو درداءؓ! تمہارے پروردگار کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ پس ہر حقدار کو اس کا حق دو، اس کے بعد ابو درداءؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا حضور ﷺ نے فرمایا سلمانؓ نے ٹھیک کیا ہے۔

(ماخوذ از بخاری، کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع)

تو ان سب حقوق کے ساتھ خدا کا حق ادا کرنا افضل عمل ہے۔ خدا تعالیٰ تو اتنا رحمان و رحیم ہے کہ اپنے بندے کو اجر سے نوازنے کے بہانے تلاش کرتا ہے۔ معمولی نیکی کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کسی کو راستے سے کانٹے دار ٹہنی اٹھا دینے پر بخش دیتا ہے۔

تو کبھی ایک فاحشہ عورت کو پیاسے کتے کو پانی پلا دینے پر اس کے عمر بھر کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جو ہر عمل کو اس کی نیت سے جانچ کر اس کا اجر بڑھا کر واپس لوٹاتا ہے۔ ہم خواتین پر تو ویسے ہی خدا تعالیٰ بے حد مہربان ہے۔ عورتوں کو گھر سنبھالنے پر اولاد کی تربیت کرنے پر جہاد کے برابر اجر سے نواز دیتا ہے۔

ایک اور حدیث ہے کہ جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے آپ کو بُرے کاموں سے بچایا اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور اُس کا کہنا مانا، ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔‘‘

(مجمع الزوائد کتاب النکاح باب فی حق الزوج علی المرأۃ)

تو ہم عورتوں پر خدائے عزوجل کی یہ خاص عطاء ہے اس لیے ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور خدا کا قرب حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ ایک اور حدیث میں بھی خواتین کے لیے خوشخبری ہے

آنحضور ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لیے اچھی بیوی بننا، خاوند کی رضا جوئی اور اس کے موافق چلنا، مردوں کی ان تمام نیکیوں کے برابر ہے۔

(تفسیر الدر المنثور)

تو اگر ہم خدا کو پانا چاہتے ہیں اس کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں تو دین و دنیا کو ساتھ لے کر چلنا ہو گا لیکن دین کو ہمیشہ دنیا پر مقدم رکھنا ہو گا۔ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بھی ادا کرنے ہوں گے۔ اپنے سے منسلک ہر رشتے کو اس کا جائز حق دینا ہو گا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’حقوق اللہ اور حقوق العباد کو جب تک ایک منظم رنگ میں ادا نہ کیا جائے اس وقت تک انسان نیکی کا اعلیٰ مقام حاصل نہیں کر سکتا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 356)

جسم کو دنیا میں اور روح کو خدا کے ساتھ رکھنا ہو تو ہر کام ہر تعلق یہ سوچ کر کرنا ہو گا کہ اس بارے میں خدا تعالیٰ کی کیا تعلیمات ہے اور کیا کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے بس بعینہٖ وہی طریق اختیار کرنا ہو گا۔ ایسے عمل کرنے ہوں گے کہ خدا تعالیٰ کے پیار کی نگاہ ہم پر پڑتی رہے اور ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ کوئی بھی ایسا کام ہم سے سرزد نہ ہو جو اس کی ناراضگی کا باعث ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’صرف جماعت کی خدمت کر دینا تقویٰ نہیں، صرف اللہ اور رسول سے محبت کا اظہار کر دینا تقویٰ نہیں، صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافتِ احمدیہ سے تعلق تقویٰ نہیں بلکہ تقویٰ تب کامل ہوتا ہے جب ماں باپ کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب

بقیہ صفحہ 10 پر

مریم رحمٰن

حیاتِ نور الدینؓ
طبیب بے مثال
قسط 9 حصہ اول

اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے پاک وجود نوازے جو نہ صرف علم الادیان میں ید طولیٰ رکھتے تھے بلکہ ان میں سے بعض علم الابدان میں بھی ماہر تھے۔ ان پاک وجودوں میں سے حضرت حکیم الامۃ مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کا وجود سب سے نمایاں ہے۔ آپؓ ایک عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ حاذق طبیب بھی تھے اور آپ کی تشخیص نہایت اعلیٰ ہوتی تھی۔ آپ مریضوں کے لئے محض ایک طبیب نہ تھے بلکہ ان کیلئے بطور ایک مسیحا کے تھے۔ انکی حیثیت کے مطابق انہیں نسخہ جات تجویز فرماتے تھے یہاں تک کہ انکی ذاتی ضروریات کا بھی آپؓ خیال رکھا کرتے تھے۔

آپ دوا کی قیمت تو لیتے ہی نہ تھے بلکہ اگر کسی شخص کے لئے غذا کے طور پر دودھ ڈبل روٹی تجویز فرماتے اور وہ کہتا کہ میں غریب آدمی ہوں خرید نہیں سکتا تو آپ اپنی گرہ سے اس کی خوراک کا انتظام فرماتے۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبد القادر سوداگرمل صفحہ 306)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ آپ کی طبی ذہانت کے بارے میں فرماتے ہیں

مولوی صاحب کا وجود از بس غنیمت ہے۔ آپ کی تشخیص بہت اعلیٰ ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بیمار کے واسطے دعا بھی کرتے ہیں ایسے طبیب ہر جگہ کہاں مل سکتے ہیں۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبد القادر سوداگرمل صفحہ 303 البدر 5 ستمبر 1907ء)

حضرت مسیح موعودؑ کا آپ کی طبابت کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین

آپؓ کی طبی خدمات کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1922ء کے موقع پر اپنی تقریر میں فرمایا کہ

ایک دفعہ گھر میں حضرت مولوی صاحب (یعنی حضرت مولوی نور الدین صاحب) کا ذکر آیا تو آپؑ ان کا نام لے کر دیر تک اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کا ورد کرتے رہے اور فرمایا

مولوی صاحب بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہیں۔ ان کے ذریعہ کئی غریبوں کا علاج ہو جاتا ہے۔

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 35)

آپ کے شہرہ عالم نسخہ جات آپ کی زندگی میں ہی آپؓ کے ایک تلمیذ خاص مفتی فضل الرحمٰن صاحب نے رسالہ طبیب حاذق میں 1905ء میں شائع فرمائے۔ پھر 1909ء میں اسے مجربات نور الدین کے نام سے 3 جلدوں میں شائع کیا۔ اس کے بعد 1924 میں آپ نے بیاض نور الدین حصہ اول کے نام سے یہی کتاب دوبارہ شائع فرمائی اور 1925 ء میں اس کا دوسرا حصہ شائع فرمایا۔

آپ نے طب کی ابتدائی تعلیم بھیرہ میں ہی حاصل کی اور کچھ عرصہ درس و تدریس میں مشغول رہے اس کے بعد لاہور دہلی رام پور میرٹھ بھوپال لکھنؤ اور دکن تک گھوم کر آپؓ نے اس زمانہ کے ماہر حکماء سے سبق لئے۔ آپ نے صرف اسی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ جدید طب کی کتب مصر وغیرہ

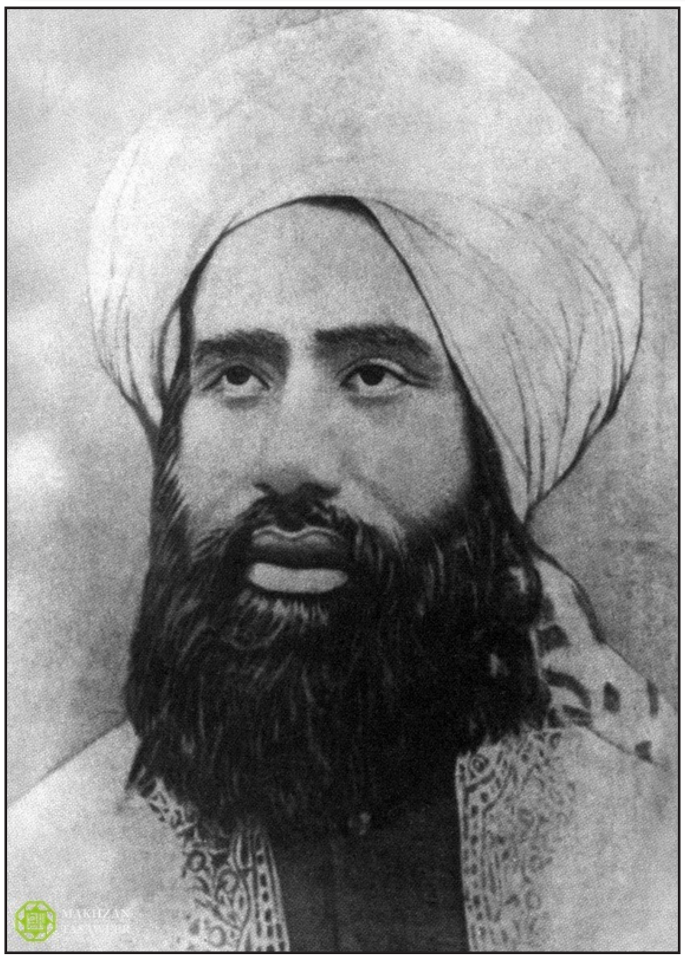

ممالک سے بھی منگوا کر مطالعہ کیں۔

چنانچہ 1899ء میں آپؓ نے مولوی غلام نبی صاحب کو بھوپال اور 1902ء میں آپ کو مصر بھیجا کہ وہ طب جدید پر عربی کتب لے کر آئیں۔ اسی طرح ایک شخص کو استنبول کے کتب خانوں سے طبی نوادرات کو نقل کرنے پر مامور کیا۔

کشمیر کی ملازمت کے دوران میں شاہی طبیب کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہونے کے باوجود آپ نے ایک معمولی پنڈت سے آریو ویدک طب پڑھنا شروع کر دی اور اس پنڈت کی آپ بہت عزت کیا کرتے تھے۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبد القادر صفحہ 241)

طبابت میں آپؓ کی سادگی

حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے پچاس سال خلق خدا کی مفت خدمت کی۔ ان کا مطب ایک کمرہ تھا۔ جس کے فرش پر کھجور کے پتوں کی چٹائی بچھی تھی۔ ایک طرف ان کی اپنی مسندتھی جس کے لئے دری کا مصلیٰ دوہرا کر کے بچھا ہوا تھا جس کے ساتھ چھوٹی میز پر قلمدان اور سفید کاغذ رہتے تھے۔ مریض باری باری آتے اپنی کیفیت سناتے اور نسخہ لے کر چلے جاتے۔ جو لوگ شفایاب ہوتے تو اپنی خوشی سے مصلّے کے نیچے کچھ رکھ جاتے۔ حضور نے کبھی توجہ نہیں کی کہ رکھنے والے نے پیسہ رکھا ہے یا سو کا نوٹ اور نہ ہی کسی سے کبھی کچھ طلب کیا جاتا۔

(بیاض نور الدین صفحہ 21)

آسان اور جامع نسخہ جات

آپ کے نسخوں کا سب سے بڑا کمال ان کا مختصر جامع اور آسان ہونا ہے۔ سوزاک کے علاج میں طب یونانی میں اگرچہ بڑے بڑے طویل وعریض نسخے ہیں مگر آپ نے بھوپال کے ولی عہد کا علاج صرف قلمی شورہ اور آب کیلا سے کیا۔

(بیاض نور الدین صفحہ 22)

ایلوپیتھی کا شوق

آپ یونانی ڈاکٹری اور ویدک تینوں علوم میں یکتائے زمانہ تھے۔

حضورؓ فرماتے ہیں

ان دنوں شریف مکہ کو سنگ مثانہ تھا۔ چونکہ فرانس کے ساتھ وہاں کے شریف کا تعلق تھا فرانس سے وہ آلہ جس سے پتھری پیس کر نکالتے ہیں منگوایا گیا اور ڈاکٹر صاحب نے اس کو پیس کر نکالا۔ اس کامیاب تجربہ سے مجھے ڈاکٹری طب کا بہت شوق ہوا۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ 117)

آپ کی شہرت ایک حاذق طبیب کے طور پر اس قدر تھی کہ ایک دفعہ وزیر اعظم جموں دیوان کرپا رام کا گزر پنڈ دادنخان سے ہوا انہوں نے آپ کی شہرت سنی تو ریاست جموں وکشمیر کے راجہ رنبیر سنگھ سے آپ کی طبی قابلیت کا ذکر کیا۔ جس سے اس کے دل میں آپ کی عظمت قائم ہوگئی۔

بھیرہ کے ایک ہندو لالہ متھرا داس ریاست جموں کشمیر میں پولیس کے ملازم تھے۔ ایک دفعہ وہ بھی سل میں بیمار ہو کر بھیرہ آئے۔ آپؓ نے اس کا علاج کیا وہ ٹھیک ہو گیا جس کا چرچا ہوا۔ اور بعد میں مہاراجہ رنبیر سنگھ نے لالہ متھرا داس کو ہی بھجوایا تھا کہ جا کر حکیم صاحب کو جموں لے آؤ۔ یہ 1876 ء کے لگ بھگ کا واقعہ ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 86)

انہی دنوں آپ کو ایک خواب کی بنا پر کشمیر جانے کی تحریک ہوئی۔ ساتھ ہی مہاراجہ نے آپ کو نوکری کی پیش کش کر دی جو آپؓ نے قبول فرمالی۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبد القادر صفحہ 98)

شروع میں آپ کو شاہی طبیب حکیم فدا محمد خان کا اسسٹنٹ لگایا گیا مگر کچھ ہی عرصہ میں آپ شاہی طبیب مقرر کر دئے گئے اور تمام مدرسے اور شفاخانے آپ کے ماتحت کر دئے گئے۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبد القادر)

1876ء سے لیکر 1892 ء تک آپ ریاست جموں کشمیر میں شاہی طبیب رہے۔ اس دوران آپ کے طب کے حوالہ سے بے شمار واقعات ہیں جن میں سے بعض کا تذکرہ ابھی آئے گا۔

براہین احمدیہ چہار حصص کی اشاعت کے بعد آپ کا حضرت مسیح موعودؑ سے رابطہ ہوگیا تھا۔ لیکن قادیان میں مستقل ہجرت (جو کہ 1893۔1894 میں ہوئی) تک آپ وہیں بطور شاہی طبیب کام کرتے رہے۔

مکتوبات احمدیہ جلد 5 نمبر 2 جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خطوط بنام حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین صاحب پر مشتمل ہے میں کئی ایسے خطوط ہیں جن میں آپؓ کی قادیان آمد سے قبل حضرت اقدس نے اپنے گھر والوں کے لئے آپ سے نسخہ جات اور ادویات طلب فرمائی ہیں۔ یہ نسخہ جات اور ادویات آپؓ کے خاندان اور دیگر احباب کے لئے بھی ہوتے تھے۔ اور جب آپ نے مستقل قادیان ہجرت کر لی تو آپ کو زیادہ قریب ہو کر حضرت اقدس کے خاندان کے علاج کا شرف ملا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پیارے بیٹے مرزا مبارک احمد صاحب کی بیماری میں آخری وقت تک آپؓ ان کا علاج کرتے رہے۔

(انوار العلوم جلد 7 صفحہ 66)

1905 کے آخر میں جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ دہلی میں قیام پذیر

تھے تو حضرت میر ناصر نواب صاحب بیمار ہو گئے۔ اس وقت حضور نے علاج کی غرض سے آپؓ کو بذریعہ تار قادیان سے بلوایا اور آپؓ نے انکا علاج کیا۔

پھر حضرت نواب محمد علی خان صاحب کو اولادِ نرینہ کے لئے نسخہ نورِ نظر دیا جو کہ مجرب ثابت ہوا۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ 198)

نسخہ نور نظر

(1) کلونجی 9ماشہ (2) کالی مرچ 6ماشہ (3) کچور 6ماشہ

(4) مجیٹھ 6ماشہ (5) مشک خالص 3ماشہ

کل پانچ دوائیں ہیں۔ باریک پیس کر ایک رتی سے دو رتی تک تا ایام ولادت ہر ماہ دس دن (صرف ایک وقت) عورت کو کھلا دیا کریں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ اولاد نرینہ ہوگی۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ 198-199)

اکتوبر 1904ء میں آپ کو حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے بیٹے عبد الرحیم کا تپ محرقہ کا علاج کرنے کی بھی توفیق حاصل ہوئی۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ 276)

جموں میں بطور شاہی طبیب آپ کی خدمات

1879ء کے قریب کشمیر میں سخت قحط پڑا اور اس کے بعد ہیضہ کی خطرناک وبا پھوٹ پڑی اور ہزاروں لوگ لقمۂ اجل ہوئے۔ آپ نے اس وبا میں مخلوق خدا کی خدمت میں دن رات ایک کر دیا جس پر آپ کو مہاراجہ نے ایک نہایت قیمتی خلعت بطور انعام پیش کی۔ 1880-81ء میں راجہ پونچھ کو پیچش کے شدید مرض سے مخلصی ہوئی اور کئی سال تک وہ آپ کو خطیر رقم بطور شکریہ بھجواتے رہے۔ 1886ء میں راجہ پونچھ کے بیٹے ٹکہ بلدیو سنگھ کو زلزلوں سے دماغی خلل ہوگیا جس کا آپ نے ایسا کامیاب علاج کیا کہ راجہ پونچھ نے ہزاروں روپے دیئے۔ بلکہ مہاراجہ جموں وکشمیر نے آپ کو سال بھر کی تنخواہ کے علاوہ مزید انعام بھی دیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 88)

راجہ موتی سنگھ جی کا علاج

ایک دفعہ بہت شدید ہیضہ پھیلا وہاں کے راجہ باہو نام ایک قلعہ میں تشریف لے گئے۔ اس سبب سے مجھے بھی وہاں جانا پڑا۔ راجہ موتی سنگھ جی بھی تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر ان کو ڈوسنطاریا (Dysentery) کا شدید مرض لاحق ہوا۔ ساتھ ہی ان کو پیچش بھی تھی اور وہ ہیضہ کے دن تھے۔ اس لئے اس قلعہ میں ان کو میرے طبی مشورہ کی ضرورت پڑی۔ بہت دنوں کی آمد ورفت سے ان کے ساتھ گہرا تعلق پیدا ہوگیا۔ انہوں نے جو رقم بطور شکریہ مجھ کو دی وہ سالہا سال برابر دیتے رہے۔ آپ کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی شفا عطا فرمائی۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ 102 مرقاۃ الیقین صفحہ 167)

دوائی تجویز کرتے وقت آپ کا طریق

ایسی دوائیاں جو آسانی سے میسر نہ آسکتی ہوں آپ عموماً استعمال نہ فرماتے تھے۔ 11جون 1912ء کو آپؓ نے ایک مریض سے فرمایا

ہر پیشہ میں میعاد کو دخل ہے ایک معمار کہہ سکتا ہے کہ میں مکان اتنے دنوں میں تیار کر دوں گا۔ ایک کلرک کہہ سکتا ہے کہ میں اتنے دنوں میں اس رجسٹر کی خانہ پری کر دوں گا۔ ایک درزی کہہ سکتا ہے کہ میں اتنے دنوں میں کپڑا سی کر تیار کر دوں گا۔ لیکن ایک طبیب یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اتنے دنوں میں مرض کو اچھا کر دوں گا۔ ہاں جاہل طبیب ایسا کہہ دیتے ہیں لیکن جس قدر اعلیٰ درجہ کا طبیب ہوگا اسی قدر اس قسم کے دعوے سے ڈرے گا۔ ہم شوقین بھی اتنے ہیں کہ چین سے بھی دوائیں منگوا لیتے ہیں اور محتاط بھی اس قدر ہیں کہ بعض وہ دوائیں جو بڑی محنتوں اور صرف زر کثیر کے بعد میسر ہوئیں ان کو آج تک کسی مریض پر تجربہ نہیں کیا۔ صرف اس لئے کہ کوئی طبیب ایسا نہیں ملا جو ان کے متعلق اپنا ذاتی تجربہ اور طریق استعمال بیان کرسکے۔ بوٹیاں اور ایسی دوائیں جو سہل الحصول نہ ہوں ہم کبھی استعمال نہیں کرتے۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ 556-557)

کبھی کسی مریض کو سرسری طور پر نہ دیکھا

ایک دفعہ نیلا گنبد لاہور کے ایک سائیکل مرچنٹ نے اپنا بیمار بچہ آپ کو راستہ میں دکھایا اور آپ نے انہیں ایک مختصر سا نسخہ تجویز کر دیا۔ بچے کے گھر والوں کو خیال گزرا کہ بچہ کو بخار زیادہ ہوگیا ہے وہ شام کو پھر آگئے اور مزید تفصیل بتا کر آپ سے علاج چاہا۔ اس پر آپ نے فرمایا

نورالدین نے ساری عمر کسی مریض کو سرسری نہیں دیکھا۔ آپ وہی نسخہ دیں۔ ان شاء اللہ ٹھیک ہوجائے گا اور بچہ چار گھنٹے بعد ٹھیک ہوگیا۔

(بیاض نورالدین جدید ایڈیشن صفحہ 26)

(جاری ہے)

ملک محمد لقمان

نیند

نیند 24 گھنٹے کے دوران وہ باقاعدہ وقفہ ہے جب ہم اپنے ماحول سے بے خبر ہوتے ہیں اور اس کا احساس نہیں رکھتے اس میں اعصابی نظام جامد رہتا ہے اور حواس حرکت اور بعض دماغی افعال سکون پذیر رہتے ہیں نیند میں جسمانی زندگی کے افعال کچھ زیادہ متاثر نہیں ہوتے۔

نیند کی اقسام

نیند کی دو بڑی اقسام

1. Rem sleep
2. Non rem sleep

Rapid Eye Movement Sleep

یعنی تیز حرکتیں چشم نیند یہ رات بھر میں کئی مرتبہ وقوع پذیر ہوتی ہے اور تقریباً ہماری نیند کے دورانیے کا پانچواں حصہ ہوتی ہے۔ اس دوران ہمارا دماغ کافی مصروف ہوتا ہے ہمارے پٹھے بالکل ڈھیلے پڑ جاتے ہیں ہماری آنکھیں تیزی سے دائیں بائیں حرکت کرتی ہیں اور ہم خواب دیکھتے ہیں

Non Rem Sleep

یعنی بغیر تیز حرکت چشم کے نیند دماغ خاموش ہوتا ہے لیکن ہوسکتا ہے جسم میں کچھ حرکت ہو .دوران خون میں ہارمون یا غدودی مائعات شامل ہوتے ہیں۔ اور ہمارا جسم دن بھر کی شکست و ریخت کے بعد اپنی مرمت کرتا ہے

نان آر ای ایم نیند کے چار مراحل

1۔ قبل از نیند

پٹھے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں دل آہستہ دھڑکتا ہے اور جسم کا درجہ حرارت کم ہو جاتا ہے۔

2۔ ہلکی نیند

ہم بغیر کسی ذہنی مشکل کے آسانی سے بیدار ہو سکتے ہیں۔

سست موج نیند

ہمارا فشار خون کم ہو جاتا ہے اور سونے کی حالت میں بولنا اور چلنا دیکھنے میں آتا ہے۔

گہری سست موج نیند

اس نیند سے بیدار کرنا کافی مشکل ہوتا ہے اگر ہمیں جگایا جائے تو ہم کسی قدر بدحواس ہوتے ہیں۔

آر ای ایم سے نان آر ای ایم نیند میں منتقلی کا عمل دوران شب تقریبا پانچ مرتبہ ہوتا ہے اور صبح کے قریب زیادہ خواب دیکھے جاتے ہیں۔

نیند کی مقدار

نیند کی کمی بیشی کا تعلق عمر سے ہے بچوں کو زیادہ نیند درکار ہوتی ہے جبکہ بڑھاپے میں نیند کافی کم ہو جاتی ہے بوڑھے افراد اکثر اونگھ کر ہی جسم کو تازہ دم کر لیتے ہیں بچوں کے لئے 12 سے 15 گھنٹے نوجوانوں کے لیے سات سے آٹھ گھنٹے جبکہ 40 سال سے زائد عمر والوں کے لئے چھ گھنٹے کی نیند کافی ہوتی ہے۔

بے خوابی کیا ہے؟

آپ اگر کبھی کبھار رات کو جاگتے رہیں۔ تو اگلا دن تھکا ہوا محسوس کریں گے۔ لیکن اس سے آپ کی جسمانی یا ذہنی صحت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اگرچہ بہت سی بے خواب راتوں کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ آپ سارا وقت تھکے ہوئے ہیں دن کے وقت نیند آنے لگتی ہے آپ کو توجہ مرکوز کرنے میں دقت ہوتی ہے قوت فیصلہ متاثر ہوتی ہے۔ اداسی طاری ہوتی ہے۔ ڈرائیونگ یا بھاری مشینری چلاتے ہوئے خطرناک صورت حال پیش آسکتی ہے۔ آج کل بے خوابی کی وجوہات میں ہمارا بدلتا ہوا طرز زندگی ہے رات دیر تک ٹی وی، موبائل استعمال کرنا، بکثرت کھانا کھانا، سگریٹ نوشی، شراب نوشی، کافی، چائے، یا زیادہ سافٹ ڈرنکس کا استعمال ہے۔

ٹرانسکرائیب و کمپوزنگ: ابو اثمار اٹھوال

This Week with Huzur

3/ جون 2022ء

گزشتہ ہفتے امریکہ کے وقف نو اور واقفاتِ نو کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ورچوئل ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔

پہلی ملاقات:

واقفاتِ نو امریکہ کی آن لائن ملاقات

گزشتہ ہفتہ امریکہ کی واقفاتِ نو کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ورچوئل ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ اس موقعہ پر واقفاتِ نو نے مختلف سوالات کے ذریعہ پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جو رہنمائی حاصل کی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سوال: ہم اپنی زندگی میں اعتدال کیسے حاصل کر سکتے ہیں اور شدت پسند بنے بغیر کس طرح ثابت قدم رہنا سیکھ سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام متوازن مذہب ہے۔ اگر آپ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تو آپ ہمیشہ اعتدال پسند ہوں گے۔ اسلام میں کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے جو آپ کو شدت پسندی کی طرف لے کر جائے۔ اسلام کہتا ہے کہ آپ نے دو حقوق ادا کرنے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا اور دوسرا لوگوں کا حق ہے۔ یہ دو ذمہ داریاں ہیں جو آپ نے ادا کرنی ہیں۔ اگر آپ حقوق اللہ ادا کر رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے سامنے جھکو، روزانہ پانچ نمازیں ادا کرو اور اگر ممکن ہو تو آپ نفل بھی پڑھ سکتے ہیں۔ صرف اور صرف ایک قادر مطلق خدا پر ایمان لاؤ۔ اس بات پر ایمان لاؤ کہ محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں اور رمضان کے مہینے میں 29 یا 30 روزے رکھو۔ یہ آپ کے فرائض ہیں اور یہ حقوق اللہ ہیں۔ پھر مختلف اوقات میں اگر آپ کے لیے حقوق اللہ ادا کرنا ممکن نہ ہو اور آپ حقوق اللہ مکمل طور پر ادا نہ کر سکیں، یعنی عبادت کرنا، روزانہ پانچ فرض نمازیں ادا کرنا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آپ بیمار ہیں تو آپ نماز بیٹھ کر بھی پڑھ سکتی ہیں۔ اگر آپکی ایسی حالت ہو کہ بستر سے اُٹھ بھی نہ سکیں مگر آپ کا دماغ صحیح ہو تو آپ بستر پر لیٹے لیٹے نماز پڑھ سکتی ہیں۔ اگر آپ رمضان کے مہینے میں بیماری یا کسی اور وجہ سے روزے نہیں رکھ سکتیں تو بعد میں جب حالات اجازت دیں تو رکھ سکتی ہیں۔ پھر حقوق العباد ہیں۔ رنگ ونسل کے امتیاز کے بغیر ہمیشہ لوگوں کے لیے مہربان اور مددگار رہیں۔ ان کے لیے دعا کریں۔ اگر انہیں آپ کی مدد کی ضرورت ہو تو ان کی مدد کریں۔ اگر آپ یہ حقوق ادا کر رہی ہیں تو میرا نہیں خیال کہ شدت پسندی کا شائبہ بھی آپ کے ذہن میں آئے۔

سوال: میرا سوال یہ کہ ہوسکتا ہے امریکہ کی سپریم کورٹ عورتوں کو ہر قسم کی صورت حال میں اسقاط حمل سے روک دے۔ کیا اسلام زنا بالجبر اور ماں اور بچے کی صحت کو نقصان کی وجہ سے اسقاط حمل کی اجازت دیتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کل امریکہ میں یہ اہم مسئلہ چل رہا ہے؟ اسلام کہتا ہے کہ بچوں کو اس ڈر کی وجہ سے کہ ان کی نگہداشت کیسے ہو گی، یا مالی تنگی کی وجہ سے، انہیں قتل نہ کیا جائے۔ یہ واحد بات ہے جس میں اسلام اسقاط حمل سے منع کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کہتا ہے کہ اگر عورت کی صحت اچھی نہیں تو اسقاط حمل کیا جا سکتا ہے۔ اگر بچہ مناسب طور پر نہ بن رہا ہو تو حمل کے آگے کے مرحلے میں بھی اسقاط کیا جا سکتا ہے۔ ریپ کی صورت میں بھی اگر خاتون یہ محسوس کرے کہ وہ معاشرے کے ردعمل کی وجہ سے ہونے والے بچے کی پرورش کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔ یعنی اگر یہ خیال ہو کہ معاشرہ زندگی کے ہر موڑ پر خاتون پر انگلیاں اٹھاتا رہے گا اور بچے کی ولادت کے بعد بھی بچے کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تو ماں حمل ساقط کرنے کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن اس خدشے سے کہ ماں بچے کی پرورش کیسے کرے گی؟ اس بنیاد پر حمل ساقط کرانا جائز نہیں۔ یہ بنیادی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارا ازق ہوں۔ میں ہی تمہیں کھانا مہیا کرتا ہوں اور میں ہی رزق دینے والا ہوں۔

سوال: پیارے حضور روزانہ کون سے ایسے کام کرتے ہیں جن سے آپ اپنی صحت کا خیال رکھتے ہیں؟

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں ماضی میں ورزش کرتا تھا لیکن اب نہیں کرتا۔ مجھے نہیں لگتا کہ میں اپنی صحت کا خیال رکھنے کے لیے یا اپنی صحت کی بہتری کے لیے کوئی بھی احتیاطی تدابیر لیتا ہوں۔ صبح سے شام تک کام ہوتا ہے۔ اس لیے مجھے ورزش یا کوئی اور کام کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ لیکن آپ تو کم از کم جوان ہیں۔ اس لیے آپ کو اپنی صحت کا ضرور خیال رکھنا چاہیے۔ یہ آپ کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور آپ کو پوری دنیا کی اصلاح کا کام سونپا گیا ہے۔ اگر آپ صحت یاب ہوں گی، پھر ہی آپ اپنا کام احسن رنگ میں کر سکیں گی۔

دوسری آن لائن ملاقات:

واقفینِ نو امریکہ کی آن لائن ملاقات

گزشتہ اتوار امریکہ کے واقفینِ نو خدام کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ورچوئل ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ اس موقعہ پر واقفینِ نو نے مختلف سوالات کے ذریعہ پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جو رہنمائی حاصل کی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سوال: امریکہ میں میس شوٹنگز عام ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ جیسا کہ حال ہی میں اس ہفتے ٹیکس کے ایک ایلیمنٹری سکول میں ہوا۔ امریکہ کو مستقبل میں اس قسم کے حادثات سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عقل کا مظاہرہ کرنا چاہیے اس کا الٹ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ امریکہ کے باشندوں اور حکومت کا اولین فرض ہے۔ جب معاشرہ میں رنجشیں اور بے چینیاں ہوں تو ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ اگر انسان اپنی ذمہ داریاں بھول جائے اور اپنی زندگی کے مقصد کو بھول جائے تو پھر ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ جب ایسے واقعات ہو رہے ہوں تو یہ احمدیوں کی جو حقیقی مسلمان ہیں ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم لوگوں کو بتائیں اور سمجھائیں کہ ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور ان کی زندگی کا کیا مقصد ہے؟ اگر انسان اپنے خالق کے حقوق ادا کر رہا ہو، اگر اسے معلوم ہو کہ زندگی کا مقصد محض دنیاوی ہدف کا حصول ہی نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اور اس کے حضور جھکنا ہے (تو ایسے نقصنات سے بچ سکتے ہیں)۔ نیز ہمیشہ اپنی نظر آخرت کی زندگی پر رکھیں۔ پھر انسان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہمیں ایک مذہبی شخص یا ویسے ہی ایک عام انسان ہونے کی حیثیت سے جو دوسری سب سے اہم ذمہ داری دی گئی۔ وہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں تو بجائے اس کے کہ لوگ اپنے حقوق کے حصول میں ہی لگے رہیں انہیں چاہیے کہ وہ دوسروں کے حقوق ادا کریں۔ اگر ہر شخص اس بات کو سمجھے اور دوسرے شخص کے حقوق ادا کرے تو یہ رنجشیں اور بے چینیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ جب تک آپ لوگوں کو ان کی زندگیوں کے حقیقی مقصد کا احساس نہیں دلائیں گے تب تک یہ واقعات ختم نہیں ہوں گے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کو ان چیزوں کو روکنے کے لیے کچھ قوانین کو تشکیل دینی چاہیے۔ بات یہ ہے کہ اگر کوئی حد بندی نہیں ہو گی اور سب آزاد ہوں کہ وہ اسلحہ والی دوکان پر جا کر جو بھی اسلحہ لینا چاہتے ہیں وہ خرید لیں تو بالآخر اس کا یہی نتیجہ نکلے گا جو آجکل وہاں پر ہو رہا ہے۔ میری رائے میں حکومت کو بھی اقدام لینے کی ضرورت ہے اور ان کو بھی اس پر پابندیاں لگانی چاہیے۔ کم از کم اگر Arms Lobbies لائسنس دینے کے خلاف ہیں اور وہ اس پر پابندیاں لگائیں تو ان کو کم از کم عمر کی پابندی لگانی چاہیے کہ اس اس عمر والوں کو اسلحہ خریدنے کی اجازت نہیں ہے خصوصاً آٹومیٹک یا سیمی آٹومیٹک اسلحہ نیز اس کے ساتھ ساتھ جو پروگرامز ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ اور میڈیا کے مختلف چینلز پر دکھائے جا رہے ہیں۔ وہ شدت پسندی، لڑائیاں اور اس قسم کی چیزیں ہی دکھا رہے ہیں جو نوجوان میں ان کاموں کو ایک مزہ کی چیز کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان پروگرامز کا بھی جائزہ لینے اور روکنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس پر پابندیاں عائد کریں جو بھی ان کو مناسب لگیں۔ قانون سازوں کو بھی اس سلسلہ میں قوانین مرتب کرنے چاہیے ہیں۔ لیکن ہمارا فرض یہ ہے کہ ہمیں دنیا والوں کے لیے ، اپنے ہم وطنوں کے لیے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ ان کو تبلیغ بھی کریں تا کہ ان کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو جائے۔ یہ وہ کام ہیں جو ہم کر سکتے ہیں۔

سوال: واقفینِ نو کس طرح ان احمدیوں کیلئے جو پاکستان جیسے ظالم ممالک میں رہ رہے ہیں ان کے حالات بہتر بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ان کی مدد کر سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔ مسلم امہ کے لیے دعا کریں کہ وہ عقل سے کام لیں اور انہیں زمانہ کے امام کو ماننے کی توفیق ملے جسے اللہ تعالیٰ نے اسلامی تعلیمات کی تجدید کے لیے بھیجا تھا اور اللہ تعالیٰ ان کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے۔ یہی چیزیں کی جا سکتی ہیں۔ ورنہ وہ ممالک جہاں ہماری مخالفت ہوتی ہے۔ آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ جب تک آپ کے پاس طاقت اور اقتدار نہ ہو اور فی الحال ہمارے پاس وہ طاقت نہیں ہے۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ اگر آپ کو اقتدار حاصل ہو تو آپ کو چاہیے کہ آپ ظلم و تعدی کو اپنے ہاتھ سے روکیں۔ اگر اتنی طاقت آپ کے پاس نہ ہو تو پھر اپنی زبان سے ان کو روکیں۔ اور انہیں عقل اختیار کرنے کے متعلق تلقین کریں۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان کیلئے دعا کریں۔ یہی آنحضرت ﷺ کی اس حدیث میں ذکر ملتا ہے۔ تو ہم ان کے لیے صرف دعا کر سکتے ہیں۔ اس کا صرف یہی حل ہے اگر آپ ان کے لیے ایک تڑپ کے ساتھ دعائیں کر رہے ہوں تو پھر ایک دن آپ انشاءاللہ بہتر ان کا نتیجہ بھی دیکھیں گے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ہم ان شاء اللہ دنیا کو بدل دیں گے اور اسی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے

فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ دعاؤں کے ذریعہ سے وہ دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کرے گا۔ تو ہمارے ہاتھ میں یہی واحد ہتھیار ہے جس کا ہمیں صحیح استعمال کرنا چاہیے۔ نیز اس بات پر بھی غور و تدبر کریں کہ آپ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کس حد تک کوشش کر رہے ہیں اور کس حد تک آپ اپنی نمازوں میں منہمک ہیں۔ جب آپ دعائیں کر رہے ہوں تو آپ خدا تعالیٰ سے بڑی خشیت سے دعائیں مانگ رہے ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول کرے۔ پس سب سے پہلے ہمیں اپنی حالتوں کو دیکھنا چاہیے۔سب سے پہلے ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ آیا جو ہم کہہ رہے ہیں کیا وہ اس کے مطابق ہے جس کی ہم تبلیغ کر رہے ہیں یا جس کی ہم خواہش رکھتے ہیں۔ اگر ہمارے قول اور فعل برابر نہیں تو ہماری دعائیں قبول نہیں ہوں گی اس طرح جس طرح ہم چاہیں۔ تو اس بارے میں بھی غور کریں۔

سوال: بعض اوقات ہم ایسے وقت میں سے گزرتے ہیں جہاں ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم اپنے مذہبی فرائض میں کمزور ہیں۔ ہم کس طرح اس کمزوری کو دور کر سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اردو کا محاورہ ہے کہ جو سو رہا ہے اس کو جگایا جا سکتا ہے لیکن ایک شخص جو جاگتے ہوئے بھی سونے کی نقل کر رہا ہو اس کو جگایا نہیں جا سکتا۔ آپ کو اپنی کمزوریوں کا پتا ہے آپ کو پتہ ہے کہ کبھی آپ سیدھے راستے سے بھٹک جاتے ہو تو اس وقت استغفار کہنا چاہیے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھنا چاہیے اور یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سیدھے راستے پر قائم رکھے۔ اگر آپ دن میں پانچوں نمازیں پڑھ رہے ہو جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا ہے تو ان میں بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سیدھے راستے پر قائم رکھے۔ یہی حل ہے۔ ایسے لمحات بھی آتے ہیں کہ جب انسان کی توجہ دنیاوی معاملات کی وجہ سے بھٹک جاتی ہے۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جیسے ہی آپ کو پتہ چلے کہ میں بھٹک رہا ہوں تو رک جاؤ اور واپس آ جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ اس برائی میں زیادہ بڑھنے سے بچائے۔ پس اللہ سے بہت دعا کیا کرو۔ استغفار ان برائیوں سے بچنے کا بہترین حل ہے نیز دن میں پانچ نمازیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں اور اس دور میں جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں سمجھایا ہے، یہ سب اس کا حل ہے۔

سوال: میرا سوال یہ ہے کہ بطور قائد اور وقف نو میں کس طرح خدام کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی طرف توجہ دلا سکتا ہوں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’آپ قائد ہو؟ اس کا کیا مطلب ہے؟‘‘

موصوف نے جواب دیا کہ۔ جماعت کی خدمت کرنا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: قائد کے کیا معنی ہیں؟ قائد کا مطلب لیڈر کے ہیں۔ تو تم لیڈر ہو۔ اگر تمہارے اقوال اور اعمال ایک جیسے ہیں تو لوگ تمہاری بات مانیں گے اور تمہاری بات کو سنیں گے۔ اگر وہ دیکھیں گے کہ تمہیں ان کا احساس ہے تو وہ تمہارے قریب ہوں گے۔ جو بھی تم کہو گے وہ اس کو سنیں گے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ اپنی تربیت کرو۔ ایسے بن جاؤ جو کہ آپ قرآن اور اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں۔ خدام کو یہ بات بھی سمجھا دیں کہ جو بھی آپ کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ اس کو خود کرتے بھی ہیں؟ ان کو اس بات کا بھی احساس دلاؤ کہ تم ان سے ہمدردی کرنے والے ہو۔ انہیں اس بات کا بھی احساس ہو کہ تم چاہتے ہو کہ وہ ہمیشہ سیدھے راستے پر قائم رہیں۔ تو جب یہ باتیں ہو رہی ہوں گی تو پھر خدام تمہاری بات سنیں گے۔ اور تم ان کو پھر یہ بھی سمجھا سکتے ہو کہ نظام وصیت ایک بہت بابرکت نظام ہے۔ اور اگر ہم اس میں شامل ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ہماری مدد کرے گا اور ہمیں ہماری حالتیں بہتر کرنے کی توفیق بھی عطا کرے گا۔ کبھی یہ بھی ہو جاتا ہے کہ کچھ لوگ وصیت کرتے ہیں لیکن وہ متقی نہیں ہوتے اور بھٹک جاتے ہیں لیکن جب اس طرح کے حالات ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے حالات کر دیتا ہے کہ ایسے لوگ یا تو نظام وصیت کو چھوڑ دیتے ہیں یا پھر ان کو کسی اور ذریعہ سے نظام سے نکال دیتا ہے۔ لیکن زیادہ تر جب کوئی شخص وصیت کی تحریک میں شامل ہوتا ہے اور وہ سچا پیرو ہو اور اس نے رسالہ الوصیت پڑھا ہو پھر وہ سمجھ جاتا ہے کہ اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور کس طرح پیش آنا ہے۔ وقفِ نو ہونے کی حیثیت سے یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ دوسروں کے لیے مثال بنیں۔ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عہد کیا ہے کہ آپ دنیا کی اصلاح کریں گے۔ آپ وہ لوگ ہیں جن کے والدین نے وعدہ کیا تھا اور پھر بعد میں آپ نے خود بھی یہ وعدہ کیا کہ آپ دنیا کو بدل ڈالیں گے اور تمام انسانوں کو اسلام اور احمدیت کے سائے تلے لے آئیں گے اور ان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کا احساس دلائیں گے۔ پس اگر آپ یہ سب کر رہے ہوں گے تو آپ کے قول میں وقعت ہوگی۔ بلکہ بغیر کچھ کہے آپ کے اعمال لوگوں کو آپ کی پیروی کرنے کی طرف مائل کریں گے۔

سوال: آپ نے Agriculture کی فیلڈ کو کس طرح چنا اور آپ کو زندگی وقف کرنے کے لیے کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’یہ تو بہت مشکل سوال ہے۔ اچھا آپ کیا کرتے ہیں؟‘‘

اس پر موصوف نے جواب دیا کہ ’’میں نے حال ہی میں کالج کا تیسرا سال مکمل کیا ہے۔‘‘

اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟‘‘

خادم نے جواب دیا: میں بیالوجی پڑھ رہا ہوں تا کہ دانتوں کا ڈاکٹر بن سکوں۔ ان شاء اللہ۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ماشاء اللہ! بات یہ ہے کہ بچپن سے ہی مجھے کاشتکاری کا بہت شوق تھا۔ پس میں اس میدان مین جانا چاہتا تھا لیکن میں نہیں جا پایا۔ لیکن بعد میں اقتصادیات میں گریجویشن کے بعد میرے والد صاحب نے بھی مجھے کہا کہ اگر ممکن ہے تو زرعی یونیورسٹی میں داخلہ لے لو۔ یہ ایک آسان سی بات تھی کیونکہ مجھے کسی اور یونیورسٹی کی نسبت وہاں داخلہ ملنے کا زیادہ امکان تھا۔ تو یہی آسان ترین راستہ تھا اور مجھے اس میں دلچسپی بھی تھی۔ پس مجھے ایگریکلچرل اکنامس میں داخلہ مل گیا۔ کارپریشن اور کریڈٹ کے میدان میں۔ اس میں کسانوں وغیرہ کے معاملات پیش آتے تھے۔ وہاں کچھ ایسے کورسز بھی ہوتے ہیں جو عملی طور پر کاشتکاری کے متعلق ہوتے ہیں جیسا کہ زراعت اور ایریبل فارمنگ اور اگر آپ گریجویشن کر کے یونیورسٹی آئے ہوں تو آپ کو کچھ بنیادی کورسز کرنے ہوتے ہیں۔ چونکہ میں کاشتکاری سے واقف تھا اور مجھے اس میں بہت دلچسپی تھی۔ میں شروع سے اپنے والد صاحب کے ساتھ اپنی زمینوں پر جایا کرتا تھا۔ اس لیے میں نے ان بنیادی کورسز کو اچھے نمبروں سے پاس کیا اور بعد میں میں نے اپنی ڈگری کارپیشن اینڈ کریڈٹ بھی مکمل کی تھی۔ یہ میرے زرعی یونیورسٹی جانے کی اصل وجہ تھی۔ دوسرا سوال تھا کہ مجھے کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں اپنی زندگی وقف کروں؟ میں بچپن سے ہی واقفِ زندگی بننا چاہتا تھا۔ کیونکہ ایک مرتبہ میں نے اپنے والد صاحب سے اور اپنے انکل کو یہ بات کرتے سنا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان میں سے بہت افسوس کی بات ہے کہ بہت کم افراد زندگی وقف کر رہے ہیں۔ پس یہ بات میرے دل میں نقش ہوگئی تھی لیکن میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ بغیر کسی Qualification کے وقف کروں۔ جب میں نے زرعی یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو اس وقت میں نے عہد کیا کہ اگر میرے اچھے مارکس آئے یعنی A گریڈ آیا تو پھر میں وقف کروں گا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اگر تیرے نزدیک میں وقف کے قابل ہوں تو مجھے اپنے فضل سے اچھے مارکس دے۔ تو جانتا ہے کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں کچھ بھی نہیں۔ مجھے علم نہیں کہ کیسے مگر خوش قسمتی سے مجھے A گریڈ مل گیا۔ اور جب مجھے یہ گریڈ مل گیا تو میں پابند ہوگیا کہ وقف زندگی کے لیے درخواست دوں۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں خط لکھا کہ چونکہ اب میں نے ایم ایس سی کی ڈگری مکمل کر لی ہے اور وہ بھی اچھے نمبروں کے ساتھ تو میں وقف کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے (وقف) منظور کر لیا اور بعد ازاں آپ نے مجھے افریقہ جانے کا فرمایا۔ تو یہ ہے ساری داستان بلکہ اس کا خلاصہ ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی باتیں ہیں مگر اس کا خلاصہ ہے۔

سوال: میرا سوال یہ ہے کہ حضور نے متعدد بار ذکر فرمایا ہے کہ امن کے لیے مکمل انصاف کی ضرورت ہے۔ واقفین نو کو اس ہدف کے حصول کے لیے کونسے کیریئر اختیار کرنے چاہیے؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں نے صرف یہی نہیں کہا کہ ہمیں دنیا میں امن قائم کرنا چاہیے بلکہ لوگوں سے مکمل انصاف اختیار کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ میں نے اپنے خطابات اور تقاریر میں یہ بھی بتایا ہے کہ امن کیا ہے؟ اور ہم معاشرے میں امن کیسے قائم کر سکتے ہیں؟ اور مکمل انصاف کی قرآن کریم، حدیث اور آنحضرت ﷺ کی سنت کی روشنی میں کیا تعریف ہے؟ اور ان تعلیمات کی روشنی میں جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ہمیں اس زمانہ میں دی ہیں۔ چنانچہ کئی خطبات اور تقاریر بڑی تعداد میں موجود ہیں جن میں سارے حوالے مہیا ہیں جن کے ذریعہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مکمل انصاف کیا ہے؟ امن کیا ہے؟ ہم دنیا میں کیسے امن قائم کر سکتے ہیں؟ ہمیں لوگوں کو کیسے متنبہ کرنا چاہیے؟ وہ جو سیدھے راستے سے بھٹک رہے ہیں ان کو سمجھائیں۔ اسی لیے جہاں تک میرا تعلق ہے میں لوگوں کو کہتا ہوں خواہ سیاست دان ہوں، پروفیسرز ہوں یا دوسرے پڑھے لکھے کہ وہ بھی معاشرے میں امن کے قیام کیلئے اپنا کردار ادا کریں اور یہ مکمل انصاف کے بغیر ممکن نہیں۔ مکمل انصاف کی کیا تعریف ہے؟ قرآن کریم میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً اگر آپ کو اپنے خلاف گواہی دینی پڑے تو تب بھی گواہی دینی چاہیے بلکہ یہاں تک کہ خواہ اپنے والدین، رشتہ داروں اور عزیز و اقارب کے خلاف ہی دینی پڑے تو اس طرح معاشرے میں مکمل انصاف قائم ہوسکتا ہے جو آجکل اس دنیا میں مفقود ہے سو ہمیں اس کا پرچار کرنا چاہیے اور یہ خطابات تحریری شکل میں موجود ہیں اور مختلف کتب کی شکل میں بھی اور علیحدہ لیکچرز کی شکل میں بھی۔ پہلے ان کو پڑھیں پھر لوگوں سے ان کی بنیاد پر بات کریں کیونکہ وہ آپ کو تیار شدہ مواد کے طور پر دستیاب ہیں اور پھر ان کو تقسیم بھی کر سکتے ہیں تو اس طرح آپ کام کر سکتے ہیں۔ دیکھیں ہر وقف نو اس پر عمل کر سکتا ہے لیکن جس میدان میں بھی آپ ہوں آپ اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو بتا سکتے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے اور ہم معاشرے میں کیسے امن کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ ہم معاشرے میں کیسے امن قائم کر سکتے ہیں۔ مکمل انصاف کیا ہے اور اس کی کیا تعریف ہے؟ اس کے لیے جو قابل ہیں وہ پبلک سروس میں بھی جا سکتے ہیں۔ جہاں آپ کو اپنے نقطہ نظر کو پیش کرنے کا بہتر موقع ملے گا۔

توصیف احمد

روح کی حقیقت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ ؕ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا

(بنی اسرئیل: 86)

ترجمہ:اور وہ تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں تو (انہیں) کہہ (کہ)روح میرے رب کے حکم سے (پیدا ہوئی) ہے اور تمہیں(اس کے متعلق)علم سے کم ہی(حصہ)دیا گیا ہے۔

ہر یک جسم میں جتنے ذرات ہیں اسی قدر روحوں کا اس سے تعلق ہے اگر ایک قطرہ پانی کو خوردبین سے دیکھا جائے تو ہزاروں کیڑے اس میں نظر آتے ہیں ویسا ہی پھلوں میں اور بوٹیوں میں اور ہوا میں بھی کیڑے مشہود و محسوس ہیں۔ بہر حال ہر یک جسم دار چیز کیڑوں سے بھری ہوئی ہے مگر کبھی وہ کیڑے مخفی ہوتے ہیں یا یوں کہو کہ بالقوہ پائے جاتے ہیں اور ممکن قوت سے حیز فعل میں آجاتے ہیں مثلاً جس اناج کو دیکھو تو بظاہر ایسا معلوم ہوگا کہ اس میں کوئی کیڑا نہیں اور پھر خود بخود اس کے اندر میں ہی سے کچھ تغیر پیدا ہو کر اس قدر کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ سب جسم کیڑے ہی کیڑے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ ارواح کو اجسام سے ایک لازمی اور دائمی تعلق پڑا ہوا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2صفحہ 134۔135 حاشیہ)

روح کیا ہے

روح ہر گز جسم نہیں ہے جسم قسمت کو قبول کرتا ہےاور روح قابل انقسام نہیں۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزئن جلد 2صفحہ 124حاشیہ)

روح ایک لطیف نور ہے جو اس جسم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے جو رحم میں پرورش پاتا ہے۔ پیدا ہونے سے مراد یہ ہے کہ اوّل مخفی اور غیر محسوس ہوتا ہے پھر نمایاں ہو جاتا ہے اور ابتداء سے اس کا خمیر نطفہ میں موجود ہوتا ہے۔ بے شک وہ آسمانی خدا کے ارادہ سے اور اس کے اذن اور اس کی مشیت سے ایک مجہول الکنہ علاقہ کے ساتھ نطفہ سے تعلق رکھتا ہے اور نطفہ کا وہ ایک روشن اور نورانی جوہر ہے۔ نہیں کہہ سکتے کہ وہ نطفہ کی ایسی جز ہے جیسا کہ جسم جسم کی جز ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ باہر سے آتا ہے یا زمین پر گر کر نطفہ کے مادہ سے آمیزش پاتا ہے۔ بلکہ وہ ایسا نطفہ میں مخفی ہوتا ہے جیسا کہ آگ پتھر کے اندر ہوتی ہے۔

روح کی دوسری پیدائش

جس قادر مطلق نے روح کو قدرت کاملہ کے ساتھ جسم میں سے ہی نکالا ہے اس کا یہی ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ روح کی دوسری پیدائش کو بھی جسم کے ذریعے سے ہی ظہور میں لاوے۔ روح کی حرکتیں ہمارے جسم کی حرکتوں پر موقوف ہیں۔جس طرف ہم جسم کو کھینچتے ہیں روح بھی بالضرور پیچھے پیچھے کھنچی چلی آتی ہے۔ اس لئے انسان کی طبعی حالتوں کی طرف متوجہ ہونا خدا تعالیٰ کی سچی کتاب کا کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے انسان کی طبعی حالتوں کی اصلاح کے لئے بہت توجہ فرمائی ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی،روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 322۔323)

انسانی روح کی پیدائش

انسانی روح کے پیدا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہ ہے کہ دو نطفوں کے ملنے کے بعد جب آہستہ آہستہ قالب تیار ہو جاتا ہے تو جیسے چند ادویہ کے ملنے سے اس مجموعہ میں ایک خاص مزاج پیدا ہو جاتی ہے کہ جو ان دواؤں میں فرد فرد کے طور پر پیدا نہیں ہوتی اسی طرح اس قالب میں جو خون اور دو نطفوں کا مجموعہ ہے ایک خاص جوہر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ایک فاسفرس کے رنگ میں ہوتا ہے اور جب تجلی الٰہی کی ہوا کُن کے امر کے ساتھ اس پر چلتی ہے تو یکدفعہ وہ افروختہ ہو کر اپنی تاثیر اس قالب کے تمام حصوں میں پھیلا دیتا ہے۔تب وہ جنین زندہ ہو جاتا ہے پس یہی افروختہ چیز جو جنین کے اندر تجلی ربی سے پیدا ہو جاتی ہے اسی کا نام روح ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد23صفحہ 159)

ارواح حادث اور مخلوق ہیں

ارواح کا حادث اور مخلوق ہونا قرآن شریف میں بڑے قوی اور قطعی دلائل سے بیان کیا گیا ہے چنانچہ برعایت ایجاز واجمال چند دلائل ان میں سے نمونہ کے طور پر اس جگہ لکھے جاتے ہیں۔

اوّل یہ بات بہ بداہت ثابت ہے کہ تمام روحیں ہمیشہ اور ہر حال میں خدائے تعالیٰ کی ماتحت اور زیرحکم ہیں اور بجز مخلوق ہونے کے اور کوئی وجہ موجود نہیں جس نے روحوں کو ایسے کامل طور پر خدائے تعالیٰ کی ماتحت اور زیرحکم کر دیا ہو سو یہ روحوں کے حادث اور مخلوق ہونے پر اوّل دلیل ہے۔

دوم یہ بات بھی بہ بداہت ثابت ہے کہ تمام روحیں خاص خاص استعدادوں اور طاقتوں میں محدود اور محصور ہیں جیسا کہ بنی آدم کے اختلاف روحانی حالات و استعدادات پر نظر کر کے ثابت ہوتا ہے اور یہ تحدید ایک محدد کو چاہتی ہے جس سے ضرورت محدث کی ثابت ہو کر (جو محدد ہے) حدوث روحوں کا بہ پایہ ثبوت پہنچتا ہے۔

سوم یہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ تمام روحیں عجز واحتیاج کے داغ سے آلودہ ہیں اور اپنی تکمیل اور بقاء کے لئے ایک ایسی ذات کی محتاج ہیں جو کامل اور قادر اور عالم اور فیاض مطلق ہو اور یہ امر ان کی مخلوقیت کو ثابت کرنے والا ہے۔

چہارم یہ بات بھی ایک ادنیٰ غور کرنے سے ظاہر ہوتی ہے کہ ہماری روحیں اجمالی طور پر ان سب متفرق الٰہی حکمتوں اور صنعتوں پر مشتمل ہیں جو اجرام علوی وسفلی میں پائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے دنیا باعتبار اپنے جزئیات مختلفہ کے عالم تفصیلی ہے اور انسان عالم اجمالی کہلاتا ہے یا یوں کہو کہ یہ عالم صغیر اور وہ عالم کبیر ہے پس ایک جزئی عالم کے بوجہ پائے جانے پُرحکمت کاموں کے ایک صانع حکیم کی صنعت کہلاتی ہے تو خیال کرنا چاہیے کہ وہ چیز کیونکر صنعت الٰہی نہ ہو گی جس کا وجود اپنے عجائبات ذاتی کی رو سے گویا تمام جزئیات عالم کی عکسی تصویر ہے اور یک جزئی کے خواص عجیبہ اپنے اندر رکھتی ہے اور حکمت بالغہ ایزدی پر بوجہ اتمّ مشتمل ہے۔

پنجم جس طرح بیٹے میں ماں اور باپ کا کچھ کچھ حلیہ اور خوبو پائی جاتی ہے اسی طرح روحیں جو خدائے تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اپنے صانع کی سیرت وخصلت سے اجمالی طور پر کچھ حصہ رکھتی ہیں اگرچہ مخلوقیت کی ظلمت وغفلت غالب ہو جانے کی وجہ سے بعض نفوس میں وہ رنگ الٰہی کچھ پھیکا سا ہو جاتا ہے لیکن اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ہر یک روح کسی قدر وہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اور پھر بعض نفوس میں وہ رنگ بد استعمالی کی وجہ سے بدنما معلوم ہوتا ہے مگر یہ اس رنگ کا قصور نہیں بلکہ طریقہ استعمال کا قصور ہے۔ انسان کی اصلی قوتوں اور طاقتوں میں سے کوئی بھی بری قوت نہیں صرف بد استعمالی سے ایک نیک قوت بری معلوم ہونے لگتی ہے۔ اگر وہی قوت اپنے موقع پر استعمال کی جائے تو وہ سراسر نفع رساں اور خیر محض ہے اور حقیقت میں انسان کو جس قدر قوتیں دی گئی ہیں۔ وہ سب الٰہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں۔ جیسے بیٹے کی صورت میں کچھ کچھ باپ کے نقوش آ جاتے ہیں ایسا ہی ہماری روحوں میں اپنے رب کے نقوش اور اس کی صفات کے آثار آ گئے ہیں جن کو عارف لوگ خوب شناخت کرتے ہیں اور جیسے بیٹا جو باپ سے نکلا ہے اس سے ایک طبعی محبت رکھتا ہے نہ بناوٹی۔

اسی طرح ہم بھی جو اپنے رب سے نکلے ہیں اس سے فی الحقیقت طبعی محبت رکھتے ہیں نہ بناوٹی اور اگر ہماری روحوں کو اپنے رب سے یہ طبعی وفطرتی نہ ہوتا تو پھر سالکین کو اس تک پہنچنے کے لئے کوئی صورت اور سبیل نہ تھی۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2صفحہ 167تا169)

ارواح کو بقا ہے یا فنا

بجز انسان کے اور کسی حیوان اور کیڑے مکوڑے کی روح کو بقاء نہیں ۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 620)

قرآن شریف یہ نہیں سکھلاتا کہ انسانی ارواح اپنی ذات کے تقاضا سے ابدی ہیں بلکہ وہ یہ سکھلاتا ہے کہ یہ ابدیت انسانی روح کے لئے محض عطیہ الٰہی ہے ورنہ انسانی روح بھی دوسرے حیوانات کی روحوں کی طرح قابل فنا ہے۔

(نسیم دعوت،روحانی خزائن جلد 19صفحہ 382 حاشیہ)

اور یہ کہنا کہ اگر روح مخلوق ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ فنا بھی ہو جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ روح بیشک فنا پذیر ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ جو چیز اپنی صفات کو چھوڑتی ہے اس حالت میں اس کو فانی کہا جاتا ہے۔ اگر کسی دوا کی تاثیر بالکل باطل ہو جائے تو اس حالت میں ہم کہیں گے کہ وہ دوا مر گئی ایسا ہی روح میں یہ امر ثابت ہے کہ بعض حالات میں وہ اپنی صفات کو چھوڑ دیتی ہے بلکہ اس پر جسم سے بھی زیادہ تغیرات واجب ہوتے ہیں انہیں تغیرات کے وقت کہ جب وہ روح کو اس کی صفات سے دور ڈال دیتی ہیں کہا جاتا ہے کہ روح مر گئی ہے کیونکہ موت اسی بات کا نام ہے کہ ایک چیز اپنی لازمی صفات کو چھوڑ دیتی ہے تب کہا جاتا ہے کہ وہ چیز مر گئی اور یہی بھید ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فقط انہیں انسانی روحوں کو بعد مفارقت دنیا زندہ قرار دیا ہے جن میں وہ صفات موجود

بقیہ صفحہ 12 پر

ایاز احمد مغل

مَنۡ سَبَّ نَبِیًّا فَاقۡتُلُوۡہُ

مَنۡ سَبَّ نَبِیًّا فَاقۡتُلُوۡہُ کے الفاظ کو گزشتہ چند سالوں میں سوشل میڈیا پر اتنا بیان کیا گیا ہے کہ بچہ بچہ ان الفاظ کو جانتا ہے۔ یہاں تک کہ اُستاد طلباء کو یہ الفاظ یاد کرواتے ہیں اور مذہبی جوش دلاتے ہیں کہ جس نے ہمارے نبی ﷺ کی گستاخی کی اس کو قتل کر دو۔

ہم مسلمان قرآن کریم کے بعد جن احادیث کی کتب کو معتبر مانتے ہیں وہ صحاح ستہ ہیں لیکن جب ہم ان الفاظ کو ان کتابوں میں تلاش کرتے ہیں تو یہ الفاظ ہمیں صحاح کی کسی کتاب میں نظر نہیں آتے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ الفاظ کیوں پیش کئے جاتے ہیں آیا یہ الفاظ کسی حدیث کی کتاب میں موجود بھی ہیں اور علماء اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔

یہ الفاظ ’’الطبرانی، المعجم الصغیر للطبرانی 393/1‘‘ میں اسی طرح موجود ہیں مَنۡ سَبَّ الۡاَنۡبِیَآءَ قُتِلَ وَمَنۡ سَبَّ اَصۡحَابِیۡ جُلِدَ

جہاں امام بخاری امام مسلم اور باقی ائمہ نے اس حدیث کو درج نہیں کیا وہاں آج کے علما بھی اس حدیث کو ضعیف اور کمزور جانتے ہیں لمحہ فکر یہ تو یہ ہے کہ جن کی طرف ان الفاظ کو منسوب کیا جاتا ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اپنا عمل اس کے بالکل برعکس تھا۔ رسول کریمؐ کے اعلان نبوت کے بعد کیا کیا تکالیف اہل مکہ نے آپ کو دی تھیں۔ جادوگر کہا گیا، لوگوں کو کلام کرنے سے روکا گیا۔ آپؐ کا بائیکاٹ کیا گیا، طائف میں پتھر مارے گئے، گالیاں دی گئیں، عبد اللہ بن ابی بن سلول کی گستاخی بہت بڑی گستاخی تھی نفرت کی انتہا اس حد تک تھی کہ آپؐ کو قتل کرنے کیلئے جنگ بدر جنگ احد، جنگ خندق اور ہر ایسا موقع تلاش کرتے رہے کہ آپ کو جان سے مار دیا جائے لیکن جب آپؐ نے مکہ فتح کر لیا اور بادشاہت حاصل ہوگئی۔ تو ان تمام گستاخیاں کرنے والوں کو معاف فرمادیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے تو احادیث کے متعلق نہایت ہی پیاری بات بیان فرما دی ہے کہ ہر وہ حدیث جو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہے وہ قابل قبول ہے اور ہر وہ حدیث جو قرآن کریم کی تعلیم کے برخلاف ہے وہ قابل رد ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام کچھ کہتا ہو اور اس کا نبی قرآن کی تعلیم کے برخلاف کوئی تعلیم دیتا ہو۔

سوال:۔ جب ہم غیر از جماعت کے سامنے محمد مصطفیؐ کے اپنے عمل کو پیش کرتے ہیں کہ آپ نے تو تکالیف برداشت کیں اور پھر بھی معاف فرمادیا۔ تو اس پر غیر احمدی کہتے ہیں کہ یہ ظرف صرف آپؐ میں تھا ہم آپکی گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔

جواب: اس بات کا سادہ سا جواب تو یہ ہے کہ ہم اعلان تو یہ کریں کہ ہم رسول کریمؐ کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں اور جب عمل کرنے کا موقع آئے تو جواب یہ ہو کہ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ عمل محمد ﷺ کا نہیں۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ گالی دینا اور بدزبانی کرنا ہی گستاخی ہے جبکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیا رسول کریمؐ کے ارشادات پر عمل نہ کرنا گستاخی نہیں ہے؟ کیا رسول کریمؐ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر یہ نہیں بتایا کہ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، جھوٹ نہ بولو، دھوکا نہ دو، ملاوٹ نہ کرو اور بے شمار احکامات ہیں۔ اگر ہم نماز کو ہی لے لیں تو کتنے ہیں وہ لوگ جو نماز کے حکم کو جس کی ادائیگی میں بالکل بھی معافی نہیں ہے ادا نہیں کرتے ہیں؟ کیا آپؐ کے حکم کو نہ مان کر گستاخی نہیں کرتے؟ تو کیا ان سب کو قتل کر دو؟

جب ایک عیسائی پاکستان میں رہتے ہوئے اپنے مذہب کا نام لے گا یا ہندو یا سکھ اپنے مذہب کی بات کرے گا اور چونکہ یہ تمام مذاہب رسول کریمؐ کو اللہ تعالیٰ کا نبی نہیں مانتے اور جب آپؐ پر اعتراضات کریں گے تو یہ لوگ آگے سے کہہ دیتے ہیں کہ دیکھو اس نے گستاخی کر دی اور اس کو قتل کر دیا جائے۔ ایسے واقعات پاکستان میں ہو چکے ہیں اور گزشتہ دنوں حضور انور نے بھی ایک شہادت کا ذکر فرمایا ہے۔ پس یہ طرز عمل بالکل غیر اسلامی ہے۔

یہ لوگ خود اعتراضات برداشت نہ کر سکیں اور قانون بنا لیں اگر یہی حق عیسائی اپنے ممالک میں استعمال کریں کہ اگر کوئی عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا اور خدا کر کے نہ مانے گا تو ہم بھی اُس کو قتل کر دیں گے کیونکہ تم نے ہمارے نبی کو عام انسان بنا کر گستاخی کی ہے۔ تو ان کا کیا حال ہوگا؟

اور ایسا ہی اصول اگر ہندو اور سکھ اور دیگر مذاہب اپنا لیں تو دنیا میں اظہار خیال اور اختلاف کرنے والے تمام لوگوں کو گستاخ کہہ کر قتل کر دیا جائے۔

اگر اسی اصول کو اپنانا ہے تو کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کو اخلاقیات کے دائرے میں رہتے ہوئے تبلیغ نہیں کر سکتا کیونکہ باقی تمام مذاہب تو محمد ﷺ کو سچا نہیں مانتے۔ جب سچا نہیں مانتے تو آپ کی نظر میں گستاخی ہوگئی اور آپ کے مطابق گستاخ کی سزا قتل۔

پس جب تک ہم نے اس قسم کی احادیث کو ترک نہ کیا جو کہ نہ صرف اسلام بلکہ انسان کامل محمد ﷺ کی تعلیم کے بھی برخلاف ہے۔ اس وقت تک ہم دین اسلام کی صحیح رنگ میں تبلیغ نہیں کر سکتے۔

رپورٹ: رضوان احمد افضل۔ نمائندہ الفضل آن لائن سویڈن

وزٹ لولیو (Luleå) سویڈن

لولیو سویڈن کے نارتھ میں ایک شہر ہے جو کہ سٹاک ہالم جو کہ سویڈن کا دارالحکومت ہے سے تقریباً ایک ہزار کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس شہر میں سردیوں میں دن بہت چھوٹے اور سرد ہوتے ہیں جبکہ گرمیوں میں یہاں سورج تقریباً غروب ہی نہیں ہوتا۔ اس شہر میں دسمبر 2006 میں پہلی احمدی فیملی آ کر آباد ہوئی۔ فیملی کے سربراہ مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب مرحوم کو بہت سے لوگوں نے لولیو سے بڑے شہروں میں منتقل ہونے کی ترغیب دی مگر وہ جماعتی ہدایات کی روشنی میں اسی شہر میں ٹھہرے رہے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ مکرم شکور احمد صاحب کی فیملی بھی اسی شہر میں آ کر آباد ہوگئی۔ اس طرح یہاں باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آ گیا۔

جون 2013ء میں خاکسار کا لولیو میں بطور پہلے مبلغ سلسلہ تقرر ہوا۔ خاکسار نے یہاں جون 2016ء تک کام کیا جس کے بعد مکرم طاہر حیات صاحب مبلغ سلسلہ کا لولیو میں تقرر ہوگیا۔ اب جولائی 2022ء سے خاکسار کا دوسری مرتبہ لولیو میں تقرر ہوا ہے۔

لولیو جماعت ابتدا سے ہی مالی قربانی میں صف اول میں رہی۔ چندہ تحریک جدید میں فی کس ادائیگی میں لولیو سارے ملک سے آگے رہی۔ اسی طرح تبلیغ کے میدان میں لائبریریز میں تبلیغی اسٹال اور فولڈرز کی تقسیم میں بھی لولیو جماعت کو نمایاں کام کی توفیق ملی۔

مکرم آغا یحییٰ خان صاحب مبلغ انچارج سویڈن کے ہمراہ خاکسار کو 21 تا 25 جون 2022ء لولیو کے دورے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دورہ بہت کامیاب رہا۔ دورے کے دوران مقامی جماعتی عاملہ کے ساتھ الوداعی میٹنگ ہوئی جس میں مبلغ انچارج صاحب نے کام کے حوالے سے ہدایات دیں۔ اس موقع پر کھانے کا بھی اہتمام کیا گیا۔ جبکہ مکرم وسیم ظفر صاحب امیر جماعت سویڈن کی ہدایت پر ان کی نمائندگی میں مکرم مبلغ انچارج صاحب نے لوکل جماعت کے انتخابات بھی کروائے۔ مؤرخہ 25 جون کو انتخابات کے بعد لولیو سے تقریبا 200 کلومیٹر کے فاصلے پر اس مقام کے وزٹ کا پروگرام بنا جہاں ان دنوں میں سورج بالکل غروب نہیں ہوتا۔ 16 افراد نے اس مقام کا وزٹ کیا۔ وزٹ کے آخری دن لولیو شہر میں Ask A Muslim کے عنوان پر تبلیغی اسٹال کا اہتمام کیا گیا۔ جہاں مختلف اوقات میں احباب جماعت نے آ کر ڈیوٹی دی۔ جبکہ مکرم مبلغ انچارج صاحب، خاکسار اور مکرم جاہد صاحب سیکرٹری تبلیغ سارا وقت اسٹال پر موجود رہے۔ سٹال پر بہت سے لوگوں نے آ کر اسلام کے بارے میں سوالات کئے اور اللہ کے فضل سے اسلام کے بارہ میں مثبت خیالات لے کر گئے۔ ایک بزرگ شہری نے آ کر ہماری تصاویر لیں اور بہت خوبصورت تبصرہ کے ساتھ اپنی فیس بک پر تصویر کے ساتھ شائع کی۔ اسی شام اطفال کے ساتھ ایک مختصر پروگرام رکھا گیا۔ جس میں ارسل سیماب صاحب ناظم اطفال لولیو نے اطفال کے کھانے کا انتظام کیا اور مبلغ انچارج صاحب نے نصائح فرمائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ لولیو میں جماعت کا قیام خدا تعالیٰ کے اس وعدے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لولیو سے تقریباً 400 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک اور شہر Kiruna ہے جہاں ہماری ایک فیملی رہتی ہے۔ لولیو سے تقریبا 800 کلومیٹر کے فاصلے پر نارتھ پول ہے اور Kiruna سے یہ فاصلہ اور بھی کم ہو جاتا ہے۔ اس طرح دنیا کے اس کنارے پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام نہ صرف پہنچ رہا ہے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ سے محبت کرنے والی آپ کو ماننے والی ایک مخلص جماعت یہاں پر قائم ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ

مدثر ظفر

کیا مائیکرو ویو اوون کا استعمال صحت کے لیے مضر ہے؟

کئی چیزوں کی طرح مائیکرو ویو اوون کی ایجاد بھی حادثاتی طور پر ہوئی تھی۔ یہ بلاشبہ ایک جادوئی آلہ ہے جو کسی قسم کی آگ اور بیرونی طور پر حدت پیدا کیے بغیر منٹوں میں کھانا گرم کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس میں حرارت پیدا کرنے کے لیے آگ کی بجائے الیکٹرو میگنیٹک ریڈی ایشن کا استعمال کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں مائیکرو ویو اوون کے استعمال کے بارے میں تحفظات پائے جاتے ہیں۔

پرسی اسپینسر جو کہ ایک سائنسدان تھے میگنی ٹران نامی ایک مشین پر تجربات میں مشغول تھے۔ میگنی ٹران طاقتور مائیکرو ویو ریڈی ایشن پیدا کرتی ہے۔ تجربہ کے دوران انہوں نے مشاہدہ کیا کہ ان کی جیب میں پڑی چاکلیٹ بظاہر بغیر کسی بیرونی حرارت کے مکمل طور پر پگھل گئی ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ طاقتور مائکرو لہروں میں کھانا گرم کرنے کی طاقت موجود ہے۔ یہاں سے مائکرو ویو اوون میں کھانا پکانے اور گرم کرنے کے خیال نے جنم لیا۔ لیکن یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوا کہ مائیکرو ویو میں ایسا کیا ہے جس کی وجہ سے کھانا گرم ہو جاتا ہے۔؟

مائیکرو ویو الیکٹرو میگنیٹک لہریں ہیں جو ایک مخصوص زاویہ پر حرکت کرتی ہیں۔ ہم جو بھی کھانا کھاتے ہیں اس میں پانی کی کچھ نا کچھ مقدار ضرور ہوتی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ پانی میں پولر مالیکیول ہوتے ہیں۔ پانی کے مالیکیولوں میں موجود ہائیڈروجن ایٹم ایک دوسرے سے ایک سو چار ڈگری کے زاویہ پر موجود ہوتے ہیں۔ ان پر سے جب مائیکرو لہریں گزاری جاتی ہیں تو ان کے مالیکیول میں حرکت پیدا ہونے لگتی ہے اور وہ گھومنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس مسلسل حرکت کے نتیجے میں پانی کے مالیکول آپس میں رگڑ کھانے کی وجہ سے گرم ہونا شروع ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں کھانا بھی گرم ہونے لگتا ہے۔ مائیکرو ویو کی اس خاصیت کا علم ہونے کے بعد اسے کھانا پکانے اور گرم کرنے لیے قابل استعمال بنانے کی ضرورت تھی۔ ان لہروں کو ایک بار پیدا کرنے کے بعد اس کی قابلیت کو بڑھانے کے لیے مائیکرو ویو اوون کے اندر ایسی دھاتی پرتوں کا استعمال کیا گیا جن سے مائیکرو ویو ٹکرا کر مسلسل منعکس ہوتی ہیں۔ اس طرح الیکٹرو میگنیٹک ریڈی ایشن سے پیدا ہونے والی توانائی کو اپنی ضرورت کے حساب سے کنٹرول کرنا ممکن ہوا۔ الیکٹرو میگنیٹک ویو کی توانائی کو زیادہ بہتر طریقے سے اپنے قابو میں کرنے کے لیے ایک تیکنیک استعمال کی جاتی ہے جسے Resonance Cavity کہا جاتا ہے۔ یہ طریقہ کار الیکٹرو میگنیٹک ویو میں زیادہ بہتر طریقے سے ارتعاش کا سبب بنتا ہے۔ لیکن اس میں ایک خامی یہ تھی کہ لہریں جس جگہ سے زیادہ تسلسل کے ساتھ گزرتیں وہاں سے کھانا زیادہ گرم ہو جاتا اور جہاں مائکرو ویو نہ پڑتیں وہاں کھانا ٹھنڈا رہتا تھا۔ اس کی مشکل کا حل مائیکرو ویو اوون میں ایک گھومنے والی پلیٹ لگا کر نکالا گیا۔ اوون چلانے کے بعد پلیٹ کے گول گھومنے کی وجہ سے لہریں کھانے کے ہر حصہ تک اچھی طرح پڑتی ہیں جس کے نتیجے میں کھانا اچھی طرح گرم ہو جاتا۔ مائیکرو ویو اوون کے اندر لہریں پیدا کرنے والے آلہ کو میگنیٹرون کہا جاتا ہے۔ اس سے لہریں خارج ہونے کے بعد ہر طرف پھیل جاتی ہیں۔ لہروں کو ایک سمت پر مرکوز کرنے کی خاطر میگنیٹرون کے سامنے شیشہ لگایا جاتا ہے جسے ویو گائیڈ کہا جاتا ہے۔ ویو گائیڈ سے گزر کر لہریں کوکنگ چیمبر میں داخل ہو کر کھانا گرم کرتی ہیں۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صرف الیکٹرو میگنیٹک ویو ہی میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ کھانا گرم کر سکیں۔؟ یہ بات ذہن نشین رہے کہ الیکٹرو میگنیٹک ویو کی تمام اقسام کھانا گرم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں لیکن ان کی صلاحیت مختلف ہوتی ہے۔ جن لہروں کا اسپیکٹرم زیادہ ہوتا ہے وہ کھانے کے اوپر یا نیچے سے گزر جاتی ہیں اور کھانا گرم کرنے لیے درکار توانائی پیدا نہیں کر پاتیں۔ اس کے لیے شارٹ لینتھ ویو ہی مناسب رہتی ہیں۔ گھریلو مائیکرو ویو میں استعمال ہونے والی لہروں کی فریکوئنسی 2.45 گیگا ہرٹز تک ہوتی ہے اور یہ کھانا پکانے اور گرم کرنے کے لیے کافی ہے اور اس کے لیے کسی قسم کے لائسنس کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ یہ طاقتور مائیکرو ویو انسانی جسم کے لیے نہایت نقصان دہ ہو سکتی ہیں اگر ان سے براہ راست سامنا ہو جائے۔ گھریلو مائیکرو ویو اس طرح ڈیزائن کیے جاتے ہیں کہ مائیکرو ویو اوون کے چیمبر سے باہر نہیں نکل سکتیں۔ ساتھ ہی انہیں ایسے پروگرام کیا جاتا ہے کہ جب تک آپ اس میں کھانا رکھ کر اس کے دروازے کو بند نہیں کرتے وہ کھانا گرم کرنے کا عمل شروع نہیں کرتا۔

مائیکرو ویو اوون اور سادہ اوون میں فرق

مائیکرو ویو میں کھانا عام اوون کی نسبت لہروں کی مدد سے اندر سے پکتا ہے جس سے کھانا بہتر طریقے سے اور جلدی پک جاتا ہے۔ عام اوون میں کھانا بیرونی حرارت سے پکتا ہے جس سے کھانا باہر سے جلنے اور اندر سے کچا رہ جانے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ عام اوون کا فائدہ یہ ہے کہ ایسا کھانا جسے آپ باہر سے خستہ اور اندر سے نرم رکھنا چاہتے ہیں زیادہ بہتر طریقے سے اس مقصد کے حصول کو ممکن بناتا ہے۔ البتہ جدید مائیکرو ویو اوون کو اس مقصد کے لیے بھی ڈیزائن کیا جاتا ہے اور الگ سے سادہ اوون خریدنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

اب آتے ہیں اپنے پہلے سوال کی جانب، کہ کیا مائیکرو ویو میں پکا، یا گرم کیا ہوا کھانا مضر صحت ہے۔؟

عالمی ادارہ صحت کے مطابق اگر اسے احتیاط سے استعمال کیا جائے تو بظاہر کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اور ماہرین یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر آپ سورج کی شعاؤں سے پکے ہوئے پھل اور سبزیاں وغیرہ کھا سکتے ہیں تو آپ کو مائیکرو ویو میں پکے کھانے پر بھی انقباض نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ یہ بات واضح ہے کہ اس میں کھانا گرم کرنے یا پکانے سے کھانے کی غذائیت ضرور متاثر ہوتی ہے۔ لیکن یہ عمل ہر سبزی پر مختلف طور پر اثرانداز ہوتا ہے۔ ایک تجربہ میں دیکھا گیا کہ ایسی سبزیاں جنہیں پکنے کے لیے زیادہ پانی اور بھاپ کی ضرورت ہوتی ہے کی غذائیت میں واضح کمی ہوئی جبکہ سبز پھلیوں، شملہ مرچ اور بروکلی وغیرہ میں غذائی اجزاء برقرار رہے۔

احتیاط

حتی المقدور مائیکرو ویو کے استعمال میں احتیاط کرنی چاہیے اور کبھی بھی پلاسٹک کے برتن میں کھانا گرم نہیں کرنا چاہیے۔ پلاسٹک کی کئی اقسام مائیکرو ویو میں کھانا گرم کرنے کے لیے ڈیزائن نہیں کی گئی ہوتیں۔ پلاسٹ کو نرم رکھنے والے اجزاء کھانا گرم کرنے کے دوران کھانے کے اجزاء میں شامل ہو کر انسانی صحت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ویسے بھی پکے ہوئے کھانے کو دوبارہ گرم کرنے کے اپنے نقصانات ہیں چنانچہ پکے ہوئے کھانے کو ایک بار سے زیادہ گرم نہیں کرنا چاہیے۔

دعا کا تحفہ

قوت وطاقت پا کر ظلم سے بچنے کی دعا

نبی کریم ﷺ کو فتوحات کے وعدوں کے ساتھ یہ دعا سکھا کر گویا اپنی قوم سے عفو کے سلوک کی تعلیم دی گئی:

رَبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیۡ مَا یُوۡعَدُوۡنَ ﴿۹۴﴾ رَبِّ فَلَا تَجۡعَلۡنِیۡ فِی الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۹۵﴾

(المومنون:95-96)

اے میرے رب! اگر تو میری زندگی میں وہ کچھ دکھا دے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ تو اے میرے رب! تو مجھے ظالم قوم میں سے نہ بنائیو۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 20)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

بقیہ: کیا خدا صرف عبادات بجالانے سے ملے گا؟...... از صفحہ 3

خاوندوں اور بچوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب عزیز رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب دوستوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب ہمسایوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب بہن بھائیوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب افرادِ جماعت کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، یہاں تک کہ جب دشمنوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں تب تقویٰ کامل ہوتا ہے۔ اور یہ سب تعلیم قرآن کریم میں موجود ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25/نومبر 2016ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا بھی ہمیشہ مدنظر رہنی چاہیے۔

اے میرے قادر خدا! اے میرے پیارے رہنما! تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق وصفا۔ اور ہمیں اُن راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص و ہوا

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 439)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اس طرح ادائیگی کرنے والا بنائے جس طرح اس کے برگزیدہ بندے ادا کرتے چلے آئے ہیں۔ ہمارا پلڑا کبھی کسی ایک طرف نہ جھکنے پائے۔ اللہ تعالیٰ ہم تجھ سے اس کی توفیق مانگتے ہیں۔ اٰمِیْن اَللّٰھُمَّ اٰمِین

رپورٹ: نوید احمد لیمن۔ نمائندہ الفضل آن لائن بنگلہ دیش

مجلس شوریٰ 2022ء جماعت احمدیہ بنگلہ دیش

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گزشتہ 3 اور 4 جون بروز جمعہ اور ہفتہ 2022ء کو جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے 44ویں نیشنل مجلس شوریٰ منعقد ہوئی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اس میں 100 مقامی جماعت کی 263 نمائندگان بشمول نیشنل عاملہ، مربیان اور لجنہ اماء اللہ کے نمائندے شامل ہوئے۔ امسال نیشنل امیر اور مجلس عاملہ کے انتخابات تھے۔ نیشنل امیر و مبلغ انچارج مکرم و محترم عبد الاول خان چودھری صاحب کی صدارت میں شوریٰ کی کاروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ مکرم جناب بشیر الدین احمد صاحب نے قرآن تلاوت کی اور قرآنی آیات کا بنگلہ ترجمہ بھی پیش کیا۔ تلاوت قرآن کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں یوکے اور دیگر ممالک کی شوریٰ کے موقع پر خوبصورت خطاب فرمایا ہے اس کا بنگلہ ترجمہ پڑھ کر سنایا گیا۔ اسکے بعد نیشنل امیر صاحب نے دعا کرائی۔ امیر جماعت ڈھاکہ مکرم ذوالفقار حیدر صاحب اور امیر جماعت میرپور مکرم غلام قادر صاحب نے صدر اجلاس صاحب کی معاونت کے لئے سٹیج پر تشریف لے آئے۔

بعد ازیں سیکرٹری شوریٰ نے حضور پُر نور کی طرف سے رد شدہ اور منظورشدہ تجاویز شوریٰ میں پیش کیں۔ پھر صاحب صدر کی ہدایت

کے مطابق دو سب کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ جنرل سب کمیٹی اور فنانس سب کمیٹی۔ سب کمیٹیوں کے انتخاب کے ساتھ مجلس شوریٰ کا افتتاحی اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ کھانے اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد سب کمیٹیوں کے اجلاسات منعقد ہوئے۔ ان 2 سب کمیٹیوں کے ممبران نے اسی روز رات کو تفصیلی مشورے کئے جو کہ دوسرے دن بطور سفارشات مجلس شوریٰ میں تحریراً اور زبانی پیش ہوئے۔

دوسرے روز 4 جون بروز ہفتہ ناشتہ سے فراغت کے بعد صبح نو بجے مکرم و محترم نیشنل امیر صاحب کی صدارت میں اجلاس کا آغاز ہوا۔ اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم محبوب الرحمان جے پی صاحب نے کی اور تلاوت کی جانے والی آیات کا بنگلہ ترجمہ پیش کیا۔ امیر جماعت سندر بن مکرم ایس ایم مطیع الرحمان صاحب اور امیر جماعت چٹاگانگ مکرم خالد الرحمان بھوئیاں صاحب نے صدر اجلاس صاحب کی معاونت کے لئے سٹیج پر تشریف لے آئے۔ 2 سب کمیٹیوں کے ممبران نے جو مشورہ دیئے وہ مجلس شوریٰ میں پیش ہوئے۔ اور بعد ازاں ممبران شوریٰ نے اپنی اپنی آراء پیش کیں۔ اسکے بعد اکثریت کی رائے پر شوریٰ کا ریزولوشن حضور پُر نور کی خدمت میں بغرض منظوری پاس کئے گئے۔ بالآخر 2022-2023ء مالی سال کے لئے مجوزہ بجٹ پیش کیا گیا۔ شوریٰ نے سیر حاصل بجٹ اور چھان بین کے بعد مجوزہ بجٹ کت حق میں رائے ظاہر کی۔ یہ تجویز حضور پُر نور کی خدمت عالیہ میں پیش کیا جائے گا۔ مجلس شوریٰ نے اپنی تجویز اور مشورہ حضور پُر نور کی خدمت میں پیش کی۔ پھر دعا کے ذریعہ شوریٰ کی کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔

پروگرام کے مطابق آج کا آخری اجلاس دوپہر تین بجے شروع

ہوا جس میں اراکین مجلس شوریٰ نے آئندہ تین سالوں کے لیے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے ممبران نیشنل عاملہ کا انتخاب کر کے اپنی آراء حضور انور کی خدمت میں پیش کرنا تھیں۔ آج کی اس خصوصی نشست کی صدارت کے لیے حضور انور نے بنگلہ دیش جماعت کے نیشنل امیر و مبلغ انچارج مکرم و محترم عبد الاول خان چودھری صاحب کو مقرر کیا۔ یہاں پر اس بات کا بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ امسال نیشنل امیر کی عہدہ کے انتخاب نہیں ہونا تھا کیونکہ حضور پُر نور موجودہ امیر صاحب کے حق میں آئندہ تین سال کی منظوری پہلے ہی دے چکے ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ انتخاب کے دوران امیر جماعت نارائن گنج مکرم محمد فضل محمود صاحب اور مکرم محمود احمد صاحب بپلب نائب نیشنل امیر بنگلہ دیش نے صدر اجلاس کی معاونت کے لئے سٹیج پر تشریف فرمائے ہوئے تھے۔ ووٹوں کی گنتی کے لیے خدام الاحمدیہ کی ٹیم نے مدد فراہم کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مولانا محمد صلاح الدین صاحب نے کی اور بنگلہ ترجمہ بھی پیش کیا۔ صدر مجلس نے دعا کروائی جس کے بعد مکرم محبوب الرحمان صاحب سیکرٹری شوریٰ نے انتخاب کے قواعد تحریک جدید انجمن احمدیہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد انتخاب شروع ہوا۔ یہ اجلاس کافی لمبا تھا اس لئے بیچ میں دو وقفہ کرنے پڑے اور رات 10 بجے انتخاب ختم ہونے کے بعد صدر اجلاس مکرم و محترم نیشنل امیر صاحب نے مختصر تقریر فرمائی اسکے بعد اختتامی دعاؤں کے ساتھ شوریٰ کی تمام کاروائی بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس شوریٰ کو بابرکت فرمائے۔ آمین۔

اعلان نکاح

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 2/ جولائی 2022ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

*عزیزہ آمنہ اعجاز خان (واقفۂ نو) بنت مکرم اعجاز اللہ خان صاحب (سپین)
ہمراہ عزیزم فیروز ادیب اکمل (مربی سلسلہ۔ جرمنی) ابن مکرم مبارک اکمل صاحب

*عزیزہ صوفیہ تنویر (واقفۂ نو) بنت مکرم مبارک احمد تنویر صاحب (امریکہ)
ہمراہ عزیزم علی صفدر (واقفِ نو) ابن مکرم صفدر محمود سعید صاحب (کینیڈا)

*عزیزہ نورین گھمن (واقفۂ نو) بنت مکرم ناصر احمد گھمن صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم رضوان کفایت چیمہ (واقفِ نو) ابن مکرم کفایت چیمہ صاحب (ڈاربی۔ یوکے)

*عزیزہ نعما سیف اللہ بنت مکرم خالد سیف اللہ صاحب (برمنگھم۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم صفی الرحمان رانا (واقفِ نو) ابن مکرم عزیز الرحمان رانا صاحب (ہڈرزفیلڈ۔ یوکے)

*عزیزہ امۃ الحلیم شمیم بھٹی (واقفۂ نو) بنت مکرم شمیم اختر بھٹی صاحب (لندن۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم شائل عبد اللہ ابن مکرم ملک محی الدین محمد عبد اللہ صاحب (بورڈن۔ یوکے)

*عزیزہ سامعہ خالد بنت مکرم محمد خالد صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم ثوبان تنولی ابن مکرم مطیع الرحمان صاحب (آسٹریلیا)

*عزیزہ امۃ الودود بنت مکرم محمد ساجد صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم سُمیر علی شاہ بخاری ابن مکرم قادر اعظم صاحب (جرمنی)

اللہ تعالیٰ ان تمام نکاحوں کو طرفین کے لئے مبارک کرے۔
ادارہ کی طرف سے جملہ فریق مبارکباد قبول کریں۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: روح کی حقیقت...... از صفحہ 8

تھے جو اصل غرض اور علّت غائی ان کی پیدائش کی تھی یعنی خدائے تعالیٰ کی کامل محبت اور اس کی کامل اطاعت جو انسانی روح کی جان ہے اور جب کوئی روح خداتعالیٰ کی محبت سے پر ہو کر اور اس کی راہ میں قربان ہو کر دنیا سے جاتی ہے تو اسی کو زندہ روح کہا جاتا ہے باقی سب مردہ روحیں ہوتی ہیں۔ غرض روح کا اپنی صفات سے الگ ہونا یہی اس کی موت ہے چنانچہ حالت خواب میں بھی جب جسم انسانی مرتا ہے تو روح بھی ساتھ ہی مرجاتی ہے یعنی اپنی صفات موجودہ کو جو بیداری کی حالت میں تھیں چھوڑ دیتی ہے اور ایک قسم کی موت اس پر وارد ہو جاتی ہے کیونکہ خواب میں وہ صفات اس میں باقی نہیں رہتیں جو بیداری میں اس کو حاصل ہوتی ہیں۔سو یہ بھی ایک قسم موت کی ہے کیونکہ جو چیز اپنی صفات سے الگ ہو جائے اس کو زندہ نہیں کہہ سکتے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 160۔161)

روحوں سے ملاقات

یہ بات ممکن تو ہے کہ کشفی طور سے روحوں سے انسان مل سکتا ہے مگر اس امر کے حصول کے واسطے ریاضات شاقہ اور مجاہدات سخت کی اشد ضرورت ہے۔ ہم نے خود آزمایا ہے اور تجربہ کیا ہے اور بعض اوقات روحوں سے ملاقات کر کے باتیں کی ہیں۔ انسان ان سے بعض مفید مطلب امور اور دوائیں وغیرہ بھی دریافت کرسکتا ہے۔ ہم نے خود حضرت عیسیٰؑ کی روح اور آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ سے بھی ملاقات کی ہے اور اس معاملے میں صاحب تجربہ ہیں۔لیکن انسان کے واسطے مشکل یہ ہے کہ جب تک اس راہ میں مشق اور قاعدہ کی پابندی سے مجاہدات نہیں کرتا یہ امر حاصل نہیں ہوسکتا اور چونکہ ہر ایک کو یہ امر میسّر بھی نہیں آسکتا اس واسطے اس کے نزدیک یہ ایک قصہ کہانی ہی ہوتی ہے اور اس میں حقیقت نہیں ہوتی۔

(الحکم جلد 12 نمبر 36 مورخہ 2/ جون 1908 صفحہ 8)

روح کی اقسام

روح تین قسم کی ہوتی ہے روح نباتاتی، روح حیوانی، روح انسانی۔ ان تینوں کو ہم برابر نہیں مانتے۔ ان میں سے حقیقی زندگی کی وارث اور جامع کمالات صرف انسانی روح ہے۔ باقی حیوانی اور نباتاتی روح میں بھی ایک قسم کی زندگی ہے۔مگر وہ انسانی روح کی برابری نہیں کرسکتی۔ نہ ویسے مدارج حاصل کرسکتی ہے۔ اور نہ کمالات میں انسانی روح کی برابری کرسکتی ہے۔ کچھ تشابہ ہو تو اس باریک بحث میں ہم پڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض خاص خاص صفات میں یہ روحیں انسانی روح سے مشابہت رکھتی ہوں مگر جس طرح انسان میں اور ان میں ظاہری اختلاف اور فرق ہے اسی طرح اختلاف روحانی بھی پایا جاتا ہے۔

(الحکم جلد 12 نمبر 35 مورخہ 30/ مئی 1908ء صفحہ 6)

فقہی کارنر

عورتوں کو کھیتی کہنے کی حکمت

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

قرآن شریف میں .... یہ آیت ہے۔ نِسَآؤُكُمۡ حَرۡثٌ لَّكُمۡ فَاۡتُوۡا حَرۡثَكُمۡ اَنّٰى شِئۡتُمۡ (البقرہ:224) یعنی تمہاری عورتیں اولاد پیدا ہونے کے لئے ایک کھیتی ہیں۔ پس تم اپنی کھیتی کی طرف جس طور سے چاہو آؤ۔صرف کھیتی ہونے کا لحاظ رکھو یعنی اس طور سے صحبت نہ کرو جو اولاد کی مانع ہو۔ بعض آدمی اسلام کے اوائل زمانہ میں صحبت کے وقت انزال کرنے سے پرہیز کرتے تھے اور باہر انزال کر دیتے تھے۔ اس آیت میں خدا نے منع فرمایا اور عورتوں کا نام کھیتی رکھا یعنی ایسی زمین جس میں ہر قسم کا اناج اُگتا ہے پس اس آیت میں ظاہر فرمایا کہ چونکہ عورت درحقیقت کھیتی کی مانند ہے جس سے اناج کی طرح اولاد پیدا ہوتی ہے سو یہ جائز نہیں کہ اُس کھتی کو اولاد پیدا ہونے سے روکا جاوے۔۔ ہاں اگر عورت بیمار ہو اور یقین ہو کہ حمل ہونے سے اُس کی موت کا خطرہ ہوگا ایسا ہی صحت نیت سے کوئی اور مانع ہو تو یہ صورتیں مستثنٰی ہیں ورنہ عند الشرع ہرگز جائز نہیں کہ اولاد ہونے سے روکا جائے۔

غرض جب کہ خداتعالیٰ نے عورت کا نام کھیتی رکھا تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اسی واسطے اُس کا نام کھیتی رکھا کہ اولاد پیدا ہونے کی جگہ اُس کو قرار دیا اور نکاح کے اغراض میں سے ایک یہ بھی غرض رکھی کہ تا اس نکاح سے خدا کے بندے پیدا ہوں جو اُس کو یاد کریں۔

دوسری غرض اللہ تعالیٰ نے یہ بھی قرار دی ہے کہ تا مرد اپنی بیوی کے ذریعہ اور بیوی اپنے خاوند کے ذریعہ سے بدنظری اور بدعملی سے محفوظ رہیں۔ تیسری غرض یہ بھی قرار دی ہے کہ تا باہم اُنس ہو کر تنہائی کے رنج سے محفوظ رہیں۔ یہ سب آیتیں قرآن شریف میں موجود ہیں ہم کہاں تک کتاب کو طول دیتے جائیں۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 292-293)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

زیمبین کہاوت ہے کہ جب آپ کسی بچے کو چاند دکھاتے ہیں تو وہ آپ کی انگلی ہی دیکھتا ہے۔ (انٹرنیٹ)

یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ بعض لوگ بات کے بجائے اس کے کہنے والے پر اندھا اعتماد کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک بہلاوہ ہوتی ہے اور اصل مدعا سے دور لے جاتی ہے۔ جیسے بچے کے رونے کے سبب چاند دکھایا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت کنفوشس کا قول مشہور ہے کہ عقلمند آدمی چاند کی طرف اشارہ کرتا ہے اور نادان انگلی کا جائزہ لیتا ہے۔

اس سے مطلب واضح ہو جاتا ہے کہ بعض لوگ صرف الفاظ کو پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں اور ان میں چھپے بڑے پیغام کو سمجھ نہیں پاتے۔ اس لئے جو صرف لفظی تقلید کرتے ہیں وہ بڑے مطالب سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ذیشان محمود۔ سیرالیون

طلوع وغروب آفتاب

19/جولائی 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:23	19:05
مدینہ منورہ	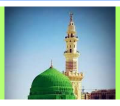	04:15	19:12
قادیان		04:00	19:33
ربوہ		03:40	19:13
اسلام آباد ٹلفورڈ	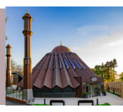	03:40	21:07